بسم الله الرحمن الرحيم

مریدنی چار سو بیس
پیر بابا آٹھ سو چالیس

محمد اصغر میرپوری

☆......نام کتاب : مریدنی چار سو بیس، پیر بابا آٹھ سو چالیس
☆......شاعر : محمد اصغر میر پُوری
☆......اشاعت اوّل : اکتوبر 2012ء
☆......کمپیوٹر کمپوزنگ : فواد نصیر
12۔عثمان اینڈ سلیمان سنٹر چوک شہیداں میر پور آزاد کشمیر
☎:0333-5292076
Email:muhammadfouad@hotmail.com
☆......پرنٹنگ :

انتساب

میرے دوست عمران اور

کامران کے نام

پیش لفظ

گو میری شاعری میں کوئی حقیقت نہیں پھر بھی جب آپ اِسے پڑہیں گے اور اپنے اِرد گرد نظر دوڑائیں گے تو آپ کو کتنے ایسے کریکٹر ملیں گے جو کہ معاشرے کے نام پہ دہبہ ہیں۔ میں ایک بار پھر یہ بات واضح کر دوں کہ میری یہ سب شاعری فرضی ہے اور کسی خاص ہمسائی کے لیے نہیں یہ اسی طرح سمجھ لیں کہ جیسے افلاطون کا تصور ایک ریاست تھی اسی طرح یہ میری ریاست ہے یہاں آپ کو طرح طرح کے کردار ملیں گے جیسے جیسے آپ یہ پڑھتے جائیں گے وہ سبھی کریکٹر بھی آپ کی زندگی میں آتے جائیں گے شاید آپ کو اِن میں اپنی کسی ہمسائی کی جھلک نظر آ جائے اِسے صرف طنز و مزاح سمجھ کر ہی پڑھیے گا۔ کسی کو چھیڑنے سے قبل سوچ لینا ایسے کاموں میں خسارہ ہی ہوتا ہے، برائے مہربانی کسی پڑوسن کے سامنے اونچی آواز میں یہ شاعری نہ پڑھی جائے۔

خیر یہ سب تو مذاق تھا اور شاعری کو بھی مزاحیہ ہی سمجھیں اور ذرا زندہ دلی سے کام لیں، مردہ دلوں کی کوئی زندگی نہیں۔

مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا دیکھیے کسی کو ہنسانا بھی ثواب کا کام ہے۔

آپ کی دُعاؤں کا محتاج

محمد اصغر میرپُوری

میری پڑوسن کی چال کیسی قیامت ہے
اِس عمر میں یہ اس کی بڑی ہمت ہے

اب اس میں پہلے جیسی وہ بات کہاں
ایسا پھول ہے جس میں نہ لطافت ہے

گھوڑی کی طرح چلتی ہے زمین پہ
کچھ ایسی پیاری اس کی نزاکت ہے

اسے اور تو کسی بات کی کمی نہیں
اس کے دامن میں مدّبرانہ شرافت ہے

میں اس میں کیوں دلچسپی نہیں لیتا
اسے صرف اتنی سے شکایت ہے

......☆......

آج بڑی بری حالت ہماری ہے ساہیں
ساری رات جاگ کر گزاری ہے ساہیں

پڑوسن کہتی ہے میں نے اسے گھائل کیا
ہم نے تمام عمر مکھی نہ ماری ہے ساہیں

کسی کو پیار کرنا کوئی جرم تو نہیں ہے
اس کی ساس کیوں دشمن ہماری ہے ساہیں

پڑوسن کی ساس بیچاری کو کیوں دوش دیں
میں نے اس کی بھی مت ماری ہے ساہیں



میں ناچیز عالم ہوں نہ فاضل ہوں
بقول پڑوسن کے میں تو پاگل ہوں

ہمسائی کا عقیدہ درست نہ کر سکا
میں بھی اس کی طرح جاہل ہوں

پِیروں سے مزید جنگ کر نہیں سکتا
ان کی مریدنیوں کے ہاتھوں گھائل ہوں

پِیروں کے آگے سر جھک نہیں سکتا
میں صرف اللہ کے در کا سائل ہوں

گمراہ لوگوں کی زیادہ تعداد دیکھ کر
حوصلہ نہیں ہارنا اس بات کا قائل ہوں

......☆......

رانیوں راجوں نہ وزیروں پر
لِکھی ہے یہ نظم جعلی پیروں پر

ان کے تعویز ایسا اثر دکھاتے ہیں
اچھے بھلے کو یہ پاگل بناتے ہیں

بہو کو ساس کے خلاف بھڑکاتے ہیں
پھر ساس کے ہمدرد بن جاتے ہیں

جس گھر میں ان کا آنا جانا ہو جاتا ہے
وہاں بھوتوں کا ٹھکانہ ہو جاتا ہے

قسمت کا حال بھی بتاتے ہیں یہ
محبوب سے محبوب کو ملاتے ہیں یہ

آج کل کاروبار ہے ان کا زوروں پر
خدا کی رحمت نہیں ہوتی چوروں پر

......☆......

بڑا ہی نیک کام نتھو کی سالی کرتی ہے
آج کل وہ جعلی پیروں کی دلالی کرتی ہے

سیدھے سادھے مسلمانوں کو دھوکہ دے کر
پیر بابا سے مل کر ان کی جیبیں خالی کرتی ہے

غریب لوگوں کی زندگیاں ویران کر کے
پیروں کے گلشن میں یہ ہریالی کرتی ہے

کیا اس کا ضمیر بھی اسے ملامت نہیں کرتا
جو لوگوں کی دولت کی پامالی کرتی ہے



کم علم مریدوں کو سمجھائے کون
صراطِ مستقیم انہیں دکھائے کون

سارا معاشرہ پِیروں کے قبضے میں ہے
پھر ان کے خلاف آواز اٹھائے کون

سبھی کہتے ہیں رشوت ختم کرو
مگر نام نہاد پِیروں کو مٹائے کون

زمانے سے بہت برائیاں مٹ جائیں
مگر پیروں کا دھندہ بند کرائے کون

جعلی پِیروں نے جن کی زندگیاں تباہ کیں
ان کے مریدوں کو تصویر دکھائے کون

کاروبار کو مذہب کا نام دیا ہوا ہے
مرید کے ذہن میں یہ بات بٹھائے کون

......☆......

پڑوسن مجھے اپنے پاس آنے نہیں دیتی
نقل مکانی کر کے دور جانے نہیں دیتی

سِتم گر خود بھی مجھ سے پیار نہیں کرتی
اور کسی سے مجھے دل لگانے نہیں دیتی

اس کی بدولت زندگی میں بڑی الجھنیں ہیں
جنہیں اکیلے میں وہ سلجھانے نہیں دیتی

اس کا دل تو میں کب کا موم کر چکا ہوں
اس پر میرے نام کی مہر لگانے نہیں دیتی



پڑوسن کے دل تک جانے میں بڑی دیر لگی
وہاں پہ اپنا قبضہ جمانے میں بڑی دیر لگی

اس کی ساس کو دل ہی دل میں چاہتے رہے
مگر اپنا حالِ دل سنانے میں بڑی دیر لگی

سامنے والی کے بچے کو چاکلیٹ کھلاتا رہا
اسے اپنا مقصد بتانے میں بڑی دیر لگی

مریدنیاں مکھیوں کی طرح ساتھ رہیں
ان سے پیچھا چھڑانے میں بڑی دیر لگی

اُس سے عشق تو پلک جھپکتے ہو گیا
اسے انتہا تک پہنچانے میں بڑی دیر لگی



پڑوسن سے پیچھا چھڑانے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی
اس کا بُل ڈاگ بھونکتا رہتا ہے مجھے نیند رات بھر نہیں آتی

پہلے تو پڑوسنوں کے کتوں کہ بھونکنے پہ ہنسی آتی تھی
ان کی طرح ہنسی بھی روٹھی ہے اب کسی بات پر نہیں آتی

اکیلے اصغر کو شہر کی مریدنیاں مل کر ستاتی رہتی ہیں
یہ بیچارہ کچھ نہیں کہتا پھر بھی ان کو شرم مگر نہیں آتی

پہلے تو میرے پڑوس میں ہر روز آیا کرتی تھی پتلو
اسے دیکھے مدت گزری اب نہ جانے وہ کیوں کر نہیں آتی



میرے ساتھ محبت کا پیچا پاتا نہیں کوئی
پتہ نہیں پیار کی گُڈھی بھی اڑاتا نہیں کوئی

تنہائی کے کنویں میں ہم ِگر پڑے ہیں
اپنے پیار کی رسی بھی بھجواتا نہیں کوئی

اب میں کس محبوب کے روز قصیدے پڑھوں
مہنگائی کے کارن خوابوں میں آتا نہیں کوئی

میں نے کیسے پڑوسن کی ساس کا پٹانا ہے
ایسے گُر اب اصغر کو سمجھاتا نہیں کوئی



پیر صاحب ہم آپ کا بڑا احترام کرتے ہیں
آپ کے مُرید مل کر ہمیں بدنام کرتے ہیں

سوچتا ہوں آج یہ راز سب کو بتا ہی دوں
آپ گنوار لوگوں کو لوٹنے کا کام کرتے ہیں

آپ لوگوں کا کوئی کام جب اسلامی نہیں
دیارِ غیر میں کیوں اسلام کو بدنام کرتے ہیں

آپ کے جاہل مرید میری بات ہی نہیں سنتے
ہم زمانے میں اللہ کی توحید عام کرتے ہیں

جو کام کچھ دوست رِہ کر گمنام کرتے ہیں
جعلی پیروں کی مخالفت ہم سرِ عام کرتے ہیں

......☆......

اے سیدھے سادھے مسلمانو!
جعلی پیروں کو تم پہچانو

ان کے کام میں ہاتھ نہ بٹاؤ
ان کا دھندہ تم نہ چمکاؤ

ایسا کام سچے پیر نہیں کرتے
ولی اخبار میں تشہیر نہیں کرتے

پِیر بابا انہیں مالا مال کرتے ہیں
ان کے لیے کام جو دلال کرتے ہیں

......☆......

جھوٹے پِیروں کا کاروبار چمکاتی ہے مُریدنی
ہر روز ان کے نئے نئے کسٹمر بناتی ہے مُریدنی

یہ کئی لوگوں کے گھروں کو تباہ کر چکی ہے
جعلی پِیروں کی دلالی سے باز نہ آتی ہے مُریدنی

پِیر بابا سے من گھڑت کرامات منسوب کر کے
جاہل لوگوں کو دین سے دور لے جاتی ہے مُریدنی

جاہل پِیروں سے دلالی کا کمیشن کھا کھا کر
اس طرح اپنا بینک بیلنس بڑھاتی ہے مُریدنی

میں ابھی تک اس کے جال میں نہیں پھنسا
مجھ پہ بھی اپنا کالا جادو چلاتی ہے مُریدنی

......☆......

جب سے اس سے آشنائی ہو گئی ہے
بڑی مغرور میری ہمسائی ہو گئی ہے

پڑوسن تو مجھ سے فلرٹ کرتی رہی
لیکن ہماری دولت کی تباہی ہو گئی ہے

پونڈ مٹھائی کے عوض تِیس پونڈ دے کر
ہماری جیب کی مفت صفائی ہو گئی ہے

اپنی پڑوسنوں پہ دولت لُٹاتے لُٹاتے
ان کے پیار میں اپنی پسپائی ہو گئی ہے



پڑوسن سے عرضِ حال کر بیٹھا ہوں
ساس سے محبت کا سوال کر بیٹھا ہوں

ساس بہو کو اپنے پیار کا دیوانہ بنا کر
ان دونوں کا میں بُرا حال کر بیٹھا ہوں

اس کی ساس تو ابھی جوان ہے
اس کا انتظار دس سال کر بیٹھا ہوں

ان خطرناک ہستیوں سے دل لگا کر
بھلا کون سا ایسا کمال کر بیٹھا ہوں



میرے پاس سے جب وہ گُزر جاتی ہے
اک نہ ختم ہونے والی قیامت ڈھاتی ہے

میرے سپنوں میں آکر پوچھتی ہے
بہت ہو گیا کہ اب کوئی کسر باقی ہے

کوئی اس غنڈی پڑوسن سے بچاؤ
یہ اور غنڈیوں سے مل کر ستاتی ہے

بڑی بے رحم ہو گئی ہے یہ جلّادن
میری جوانی پہ ترس نہ کھاتی ہے



پہلے سب پُرانے زخموں کو سیا ہے
پھر اپنا دل پڑوسن کی ساس کو دیا ہے

ہمارے معصوم دل میں بڑی مدّت بعد
انہوں نے آخر اپنا کچھ مقام پا لیا ہے

بس میں ہوتا تو اسے دل نہ دیتے
لگتا ہے اس نے کالا جادو کرا دیا ہے

اس کا پیار پا کر سوچتا رہتا ہوں
جادو گرنی سے دھوکہ کھا لیا ہے



پڑوسن کہتی ہے تو وفا شعار نہیں
اسے میری کسی بات کا اعتبار نہیں

میرے خیال میں اسے نمونیا ہو گیا ہے
اسے کہہ دو یہ میرے پیار کا بخار نہیں

مجھ میں نہ جانے ایسی کیا بات ہے
وہ مجھے دیکھ نہ لے تو آتا قرار نہیں

وہ حالات کے ہاتھوں مجبور ہے
میرے سوا کوئی اور اس کا یار نہیں

وہ کہتی ہے یہ محبت کی قینچی ہے
آج کل پیار میں چلتا اُدھار نہیں



خیالی شاپنگ ہو رہی ہے خریدار نہیں ہیں
ادھر سے گزر رہے ہیں رونق بازار نہیں ہیں

پڑوسن کے پیار نے اپنی یہ حالت بنائی ہے
ورنہ یہ بات سب جانتے ہیں ہم بیمار نہیں ہیں

سنا ہے پیار میں پگڑیاں اُچھالی جاتی ہیں
اسی لیے ہم سر پہ رکھتے دستار نہیں ہیں

اپنی پیاری ہمسائی کے دل کی دھڑکن ہیں
اس کے راستے کی کوئی دیوار نہیں ہیں

تیرے بُل ڈاگ سے جو ڈر کہ بھاگ جائے
یارا ہم تو ایسے مطلب کے یار نہیں ہیں

......☆......

میری زندگی میں جب تک پڑوسن کی ساس ہے
ساری دنیا کی ہر بڑی سر دردی میرے پاس ہے

اس کے بچوں سے چوری ہم دونوں ملتے ہیں
لیکن عمر بھر کا ساتھ نہ ہمیں راس ہے

ہماری محبت پہ دنیا نے پہرے بٹھائے ہیں
اب اس سے ملنے کی کوئی نہ آس ہے

پیار محبت کے جنجالوں سے نکل کر
اصغر نے تمام عمر کا لیا سنیاس ہے



پیر بابا کی جنگلی مُریدنیوں میں بدنام ہوگیا ہوں
انہیں بندے کی بچیاں بنانے میں ناکام ہوگیا ہوں

سڑکوں میں گلیوں میں محلے میں ہمارا ذکر ہے
کیسے اصغر کو راستے سے ہٹائیں ان کو یہ فکر ہے

اب ہر روز میرے تعاقب میں آتی ہیں مُریدنیاں
مجھے دیکھ کر پیار سے مسکراتی ہیں مُریدنیاں

پیر بابے ان جنگلیوں کو اچھا برین واش کرتے ہیں
چل اصغر ہم بھی کوئی ایسی مُریدنی تلاش کرتے ہیں

اب پہلے کی طرح مُرید تو تعاقب میں آتے نہیں ہیں
ایسا کرنے سے اپنی بہنوں کو سمجھاتے نہیں ہیں

......☆......

پڑوسن کی ساس کا دیوانہ ہوں میں
وہ شمع ہے اس کا پروانہ ہوں میں

ساس کی بہو کے پڑوس میں رہتا ہوں
ساس کی نظروں میں بیگانہ ہوں میں

اس کی ہر ادا اوروں سے نرالی ہے
اس کی خاطر لکھتا روزانہ ہوں میں

بہو کے دل کی دھڑکن میرا نام لیتی ہے
اس کے لیے تو جانا پہچانا ہوں میں



ساس بابا جی سے تعویز لکھوا رہی ہے
بہو پیار سے ان کی ٹانگیں دبا رہی ہے

مُریدنیوں کے گھروں کے حلوے کھا کھا کر
پِیر کی ایک سانس آ رہی ہے ایک جا رہی ہے

کسی شہنشاہ کی طرح بابا جی بیٹھے ہیں
ہر مُریدنی کنیز کی طرح فرض نبھا رہی ہے

بابا جی ان عورتوں کے لیے غیر محرم ہیں
ان کم علموں کو شرم کیوں نہ آ رہی ہے

کتنی نادان ہے وہ الّو کی پٹھی مُریدنی
جو جعلی پِیروں کی دولت بڑھا رہی ہے



اپنے جھوٹے پِیر کے پاس جاتی ہے پڑوسن
میرے خلاف تعویز لکھواتی ہے پڑوسن

جانے پِیر کیسے اسے بس میں کرتے ہیں
ورنہ میرے قابو میں نہ آتی ہے پڑوسن

ہر روز چپکے سے میرے خواب میں آکر
تھکے ہارے اصغر کی نیند اُڑاتی ہے پڑوسن

اپنے پِیر بابا کے منتر یاد رکھنے کی خاطر
ہر روز آدھا کلو بادام کھاتی ہے پڑوسن

میں اس پہ اپنے اشعار کا جادو چلاتا رہتا ہوں
دیکھتا ہوں کہ کب جال میں آتی ہے پڑوسن

میں جب شاپنگ سے گھر واپس لوٹتا ہوں
گھر آیا میرا پردیسی زور سے گاتی ہے پڑوسن

......☆......

پِیر صاحب کے پاس جب جاتی ہے مُریدنی
ان کے اور بھی کسٹمر بناتی ہے مُریدنی

مجھ جیسے شریف کو تنگ کرنے کی خاطر
پِیروں کے پالتو کُتے منگواتی ہے مُریدنی

کئی با ان کے دانت کھٹے کر چکا ہوں
اتنی بے شرم ہے کہ باز نہ آتی ہے مُریدنی

میں نے ایسی عورت کہیں نہیں دیکھی
خدا کی بجائے پِیر کی قسم کھاتی ہے مُریدنی



جعلی بابے یوں اپنا کاروبار چمکاتے ہیں
جو زیادہ جاہل ہوں انہیں اپنا مُرید بناتے ہیں

جو کم علم گنوار انگلستان آئے ہوئے ہیں
یہ خاص کر کہ انہیں اپنا نشانہ بناتے ہیں

تمہارے سوا اور سب لوگ پکے کافر ہیں
یہ بات ان گدھوں کے ذہن میں بٹھاتے ہیں

اور مکتبِ فکر کے لوگوں سے بات نہ کرنا
مُرید حق نہ جان لیں اس سے گھبراتے ہیں

میری باتوں کا ان کے پاس جواب نہیں ہوتا
پھر مُریدوں کو میرے خلاف بھڑکاتے ہیں

آپ کی ساری باتیں تو دُرست ہیں اصغر
اگر ایسا کریں تو چاچے تائے روٹھ جاتے ہیں

......☆......

پڑوسن کی ساس دل کی بہت امیر ہے
وہ میری رانی یہ بندہ اس کا وزیر ہے

اس کے بیٹے سے رشتے کی بات چلی ہے
مگر ہماری شادی میں ابھی ذرا تاخیر ہے

مجھے اپنے نیچے لگائے رکھنے کے لیے
اس سے تعویز لیتی ہے جو جعلی پِیر ہے

میرے سامنے اس کی حقیقت کُھل چکی ہے
وہ چلتی پھرتی فراڈ کی اِک تصویر ہے

جو میں پہلے جانتا یہ پِیروں کی ایجنٹ ہے
کبھی نہ کہتا تو میری سوہنی تو ہی ہیر ہے

......☆......

پِیر صاحب کے جتنے بھی مُرید ہیں
ان کے سب کام بڑے ہی جدید ہیں

وہ دین کا علم حاصل کر نہ سکے
اسی لیے سچ ان لوگوں سے بعید ہے

کسی جعلی پِیر بابا کے مُرید بن جائیں
تو یہ اسے سمجھتے جنت کی رسید ہیں

تعویز لینے شوہر ساتھ آ نہیں سکتا
بیوی کی اکیلے ہی کرتے دید ہیں



میں سچے پِیروں کا بے حد اِحترام کرتا ہوں
مگر ان کاروباری پِیروں سے ذرا نہ ڈرتا ہوں

حق بات کہنے والوں کو یہ جن چمٹا دیتے ہیں
یعنی ان کے پیچھے اپنے پالتو کتے لگا دیتے ہیں

میرے خلاف گھٹیا حرکتیں جو بار بار کرتے ہیں
اس طرح اپنے گمراہ ہونے کا یہ اقرار کرتے ہیں

جو پِیر سچے اولیاء اللہ کے نقشِ پا پہ چلیں گے
دوسرے مکتبِ فکر کے لوگ ان کی عزت کریں گے

اگر یوں ہی سیدھے سادھے مُریدوں کو لوٹتے رہو گے
پھر حق پہ چلنے والوں کے ہاتھوں خوار ہوتے رہو گے

......☆......

وہ جو جعلی پِیروں کی دلالی کرتی ہے
کالے جادو سے آخرت کالی کرتی ہے

ان کی تشہیر کر کے کاروبار چمکاتی ہے
دلالی کرنے کا کمیشن بھی کھاتی ہے

دوستو! بڑی دلچسپ کہانی ہے اس کی
پِیروں کے لیے وقف زِندگانی ہے اس کی

پِیر بابا کے لیے بڑے چکّر چلاتی ہے یہ
بڑے بڑے گدھوں کو اُلّو بناتی ہے یہ

کیسی عورت ہے جو ایسے کام کرتی ہے
جھوٹ بولتے ہوئے اللہ سے نہ ڈرتی ہے



پیِروں نے مُریدوں کو ہمارے خلاف بھڑکایا ہے
اپنے دفاع میں قلم اُٹھا کر انہیں آئینہ دکھایا ہے

ان کی گمراہی روزِ روشن کی طرح عیاں ہوگئی
جب پیِروں نے مُریدوں کو میرے تعاقب میں لگایا ہے

میں سوچتا مُشرکینِ مکّہ سے ان کا کیا رشتہ ہے
یہ سب کچھ انہوں نے مجھے اپنے برتاؤ سے بتایا ہے

گمراہ لوگوں کو سمجھاتے کئی صدیاں گزری ہیں
توحید کا فلسفہ بھٹکے ہوئے لوگوں کو سمجھ نہ آیا ہے

......☆......

جس پہ پیر بابا کی خاص نظرِ کرم ہو جائے
اس گھرانے کی حالت قابلِ رحم ہو جائے

کبھی بندش کبھی بھوتوں کا ڈیرہ ہو جاتا ہے
کئی بار ہفتے بعد کالے جادو کا پھیرا ہو جائے

ایسے چکر باز پیروں سے سب کو اللہ بچائے
ان کے چوَلے دیکھ کر کوئی دھوکہ نہ کھائے

ہمارے مشاہدے میں کچھ ایسے بابے بھی آئے
جن کی ٹانگیں ان کی ہر مُریدنی باری باری دبائے

جو کچھ اصغر کی گناہ گار آنکھوں نے دیکھا ہے
وہ سب کچھ لکھتے ہوئے میرے قلم کو شرم آئے

......☆......

جعلی پِیروں و جاہل مُریدوں سے پنگا لے لیا ہے
سبھی دوست کہتے ہیں اصغر تو نے یہ کیا کِیا ہے

اس معاشرے کو ان چوروں نے کیا دِیا ہے
کچھ ذہن کے کورے لوگوں کو غلام بنا لیا ہے

ہم سے تو ان کی طرح منافقت ہو نہیں سکتی
ہم نے ہر کسی کو سدا سچائی کا درس دیا ہے

بتا نہیں سکتا مُریدنیوں نے کیا سِتم ڈھائے
کئی سالوں سے اپنے ہونٹوں کو سِیا ہے

چار سال سے ایک مُریدنی پیچھے پڑی ہے
اس کی خاطر میں نے خاموشی کا زہر پِیا ہے

......☆......

حق بات تسلیم نہ کرنا مُریدوں کو سمجھاتے ہیں
ہم جس مُرید کو حق بات کہیں وہ بھاگ جاتے ہیں

پِیروں کے کہنے سے یہ جب کسی کو ستاتے ہیں
پھر کیوں نہ یہ پِیر کی گمراہی سمجھ پاتے ہیں

جن لوگوں کا عقیدہ قرآن وحدیث کے مطابق ہو
وہ پیار سے ہر کسی کو اپنی جانب بُلاتے ہیں

میں ان لوگوں کو کبھی سچا مان نہیں سکتا
جو غنڈہ گردی سے سچے لوگوں کو ڈراتے ہیں

سچ بات کی ایک دن ضرور پذیرائی ہوتی ہے
یہی بات ہم گدھے مُریدوں کو سمجھاتے ہیں



جھوٹے پِیروں سے جو سمجھوتہ نہیں کرتا
وہ انسان کسی سے کبھی دھوکہ نہیں کرتا

ان کی اندھی تقلید جیسے مُرید کرتے ہیں
اس طرح کا کوئی کام تو کھوتا نہیں کرتا

میں ان سے تھوڑا سا سمجھوتہ کر لیتا ہوں
یہ مغرور نہ ہو جائیں اس لیے بہتا نہیں کرتا

میرے پڑوس میں پالتو کُتا ہے پِیروں کا
ایسا کوئی پل نہیں جب وہ بھونکا نہیں کرتا

کیا کیا خرافات ہوتی ہیں دین کے نام پر
حیران ہوں کیوں کوئی انہیں روکا نہیں کرتا



ہمارے شہر میں پِیر جو جعلی ہیں
انہوں نے پالے ہوئے موالی ہیں

اللہ فرماتا ہے مجھ سے دُعا کرو
مگر مُرید پِیر کے دَر کے سوالی ہیں

میری باتوں کو نظر انداز نہ کرو
ایسی باتیں یاد رکھنے والی ہیں

خدا ایسے لوگوں کو غارت کرے
جو جعلی پِیروں کی کرتے دلالی ہیں



میرا اور پڑوسن کے پیار کا اتنا افسانہ ہے
میرے بارے میں کچھ نہ پوچھا کچھ نہ جانا ہے

کار کے پیچھے ہڈیاں لٹکائے رکھتا ہوں
جانتا ہوں میرے پیچھے کتوں نے آنا ہے

ایک ہمسائی کی خوبصورتی دیکھ کر
اس کی تعریف میں کوئی شعر سُنانا ہے

جعلی پِیروں سے دوستی جو کی ہے
اب جیسے بھی ہو اسے انجام تک پہنچانا

اصغر کیوں اپنا قیمتی وقت گنواتے ہو
یہ بُزدل ہیں انہوں نے سامنے نہ آنا ہے

......☆......

برصغیر سے آئے ہیں جو پِیر بابے
کھول لیے تعویز گنڈوں کے ڈھابے

معاشرے کو کچھ اچھا دے نہ سکے
ان سے ہوئے گھروں میں خرابے

جاہل مُرید اگر ان کی حقیقت جانیں
تو ہر کوئی ان سے دور بھاگے

ان کے کارنامے دیکھ کر سوچتا ہوں
خدا کو کیا حساب دیں گے جا کے آگے



کیا حال سناؤں معاشرے کے جعلی پِیروں کا
جو کرتے ہیں دھندہ گنڈوں اور تعویزوں کا

ان لوگوں کا یہ کاروبار بھلا کیسے نہ چمکے
ان کا غلام ہے جاہل و گنوار طبقہ مُریدوں کا

ان پِیروں کی زیادہ تر تشہیر کرتا رہتا ہے
اک خاص گروہ ان پڑھ و جنگلی عورتوں کا

انہیں اپنی جیبیں بھرنے کی پڑی رہتی ہے
یہ خیال نہیں کرتے مفلسوں اور غریبوں کا

جو عوام کو ان ڈاکوؤں کے بارے ہوشیار کرے
اس کا دشمن ہو جاتا ہے ٹولا ان کے مُریدوں کا

......☆......

پِیر صاحب خود تو کمال کرتے ہیں
مُریدنیاں مُرید میرا خیال کرتے ہیں

جو انسان اُن کے خلاف بات کرے
مُرید اس کا بڑا بُرا حال کرتے ہیں

یہ کہاں لکھا ہے کہ جاہلوں کو لُوٹو
پِیر صاحب سے اتنا سوال کرتے ہیں

کئی گنوار مُریدوں کا مال کھا کھا کر
یہ لوگ بڑا جلد انہیں کنگال کرتے ہیں

مُریدوں کو اپنی کرامات دکھانے کے لیے
یہ شعبدہ بازی کا بھی استعمال کرتے ہیں



جعلی پِیروں کے غنڈے ستاتے رہتے ہیں
غیر قانونی ہتھکنڈوں سے ڈراتے رہتے ہیں

ان کی اس طرح کی گھٹیا حرکتیں دیکھ کر
ان کے خلاف قلم کو حرکت میں لاتے رہتے ہیں

ان پِیروں کے مذہب کی حقیقت کچھ بھی نہیں
اسی لیے یہ حق پرستوں کو ڈراتے رہتے ہیں

اصغر سے کہہ دو ہمارے بارے کچھ نہ لکھا کرے
اس طرح کے پیغام مجھے بھجواتے رہتے ہیں

چار برس سے ان کے مُرید ستائے جاتے ہیں
ہم ان کے خلاف لکھ کر ثواب کماتے رہتے ہیں



پیر صاحب نے اپنے مُریدوں کو بہکایا ہوا ہے
انہوں نے میری زندگی کو جہنم بنایا ہوا ہے

ان سے لڑنے کو غیر قانونی ہتھیار تو پاس نہیں
دفاع میں اپنا قلم تلوار کی طرح اُٹھایا ہوا ہے

گر تعویزوں میں اثر ہے تو کشمیر آزاد کرائیں
یہ کیا کے کچھ گدھوں کو اُلّو بنایا ہوا ہے

خدا کے سوا کسی اور سے ڈرنا نہیں اصغر
اتنا ہم نے بھی خود کو سمجھایا ہوا ہے



ہم سے تو کسی کام میں سیاست نہیں ہوتی
پیروں کے مُریدوں کی طرح مُنافقت نہیں ہوتی

پِیر ہو کر جاہل مُریدوں سے غیر قانونی کام کرا کر
کیا پِیروں کو ان باتوں کی کبھی ملامت نہیں ہوتی

معاشرے کے ان ڈاکوؤں کے بارے میں کچھ نہ لکھوں
اس کے سوا کبھی پوری میری عبادت نہیں ہوتی

ان کے مُریدوں سے قرآن وحدیث کی بات کرو
تو وہ ان جاہلوں سے کبھی برداشت نہیں ہوتی

جو لوگ گمراہی کی راہوں پہ چل پڑتے ہیں
خدا کے در سے نصیب اُنہیں ہدایت نہیں ہوتی

اس وقت تک میری شاعری میں نکھار نہیں آتا
جب تک حد سے زیادہ میری مخالفت نہیں ہوتی

......☆......

مجھے مِل گئے بڑے پہنچے ہوئے پیر بابا
بولے تو کہتا ہے ہم دین میں کرتے ہیں خرابا

پان چباتے بولے ہم تمھارا قسمت چمکائے گا
کہا جو اپنے دانت چمکا نہ سکا وہ کیا دے پائے گا

بولے تمہیں دنیاوی دولت چاہیے یا دولتِ ایماں
کہا ایمان کی دولت تو ہے دنیاوی کر دو دان

بولے دولت مشکل ملتی ہے اسے سمجھ نہ آسان
اگر مال چاہتا ہے تو پھر فروخت کر دے اپنا مکان

میں نے کہا بابا جی یہ سارا تو میرا ہی مال ہوا
مجھے اتنا بتائیے اس میں آپ کا کیا کمال ہوا



اس لیے آنکھوں میں نمی ہے بابا
زندہ دلوں کی دنیا میں کمی ہے بابا

ہمیں تو سب لوگ ہی مُردہ دل ملے
کسی سے اپنی طبیعت نہ ملی ہے بابا

کئی سالوں کی دن رات کی محنت سے
کسی دل میں پیار کی کلی کھِلی ہے بابا

سب پڑوسنوں کو باری باری پیغام بھیجے
کسی ایک جگہ بھی نہ بات بنی ہے بابا

میری پڑوسن مجھ سے روٹھ گئی ہے
اصغر کی زندگی میں اس کی کمی ہے بابا

......☆......

کبھی ہم سے کبھی پِیروں سے یاری ہے
پڑوسن کہتی ہے بندہ تو کاروباری ہے

پہلے ہمارے جھوٹے پِیروں سے نِپٹ لے
پھر سب مُریدوں و مُریدنیوں کی باری ہے

پِیروں کی چاروں اُنگلیاں گھی میں
تمہارے مقدر میں روٹی نہ ترکاری ہے

کہا یہ سب تمہارے پِیروں کو مبارک
ہمارے لیے کافی ہماری خُدداری ہے

میں آج تک یہ فیصلہ نہیں کر پایا
ساس بہو میں سے کون زیادہ پیاری ہے



جھوٹے پیِر بابے ہر کام ہی جعلی کرتے ہیں
ستّر سال کے ہو کر داڑھی کالی کرتے ہیں

گدھے مُریدوں کو یہ کہہ کر لُوٹتے ہیں
ہم بیس کو پلک جھپکتے چالی کرتے ہیں

جمعرات کو شاہدہ جیسی نعتیں پڑھتے ہیں
اتوار کو مُریدنیوں کے ساتھ قوالی کرتے ہیں

جیسا کے مکڑی کھیتوں کا حال کرتی ہے
ایسے مُریدوں کی دولت کی پامالی کرتے ہیں

مُریدوں و مُریدنیوں کو اُلّو بنانے کی خاطر
ایسے بابے باتیں بڑی بھولی بھالی کرتے ہیں

......☆......

میں کبھی نہ کسی کا اُدھار رکھتا ہوں
دشمنوں کی بڑی لمبی قطار رکھتا ہوں

میں بڑا اونچا اپنا معیار رکھتا ہوں
ڈگری پاس کُتا چوکیدار رکھتا ہوں

ہمسائی دل سے کھیلتی رہتی ہے
جب اسے دل کی پہریدار رکھتا ہوں

سچا دوست بڑی مشکل سے ملتا ہے
لیکن میں دشمن بے شمار رکھتا ہوں

شاید ہمسائی کی ساس عیادت کو آئے
اسی لیے خود کو کئی بار بیمار رکھتا ہوں

......☆......

جعلی پِیر بابا یہ فرماتے ہیں
یوں مُریدوں کو اُلّو بناتے ہیں

صرف میرے مُریدوں کے سِوا
اور لوگ کبھی جنت نہ جاتے ہیں

ہمارے مُرید جہاں کہیں بھی ہوں
ہم ہمیشہ اُن کے ساتھ ہوتے ہیں

وہ دُنیا کے کسی کونے سے پکاریں
ہم اُن کی ہر پکار سن پاتے ہیں

اللہ کیسی بھی آفت مُرید پہ ڈالے
ایک ہی تعویز سے دُور بھگاتے ہیں

......☆......

جو پڑوسن میرے پیار کے قابل ہے
وہی کہتی ہے کہ اصغر پاگل ہے

اُس کی ساس کے لیے دل بے قابو ہے
وہ کہتی ہے تجھ پہ کالا جادو ہے

کہا نہ میری کوئی شمع نہ عزیز ہے
بولی تجھ پہ کرایا پیر بابا نے تعویز ہے

کہا یہ میرے خلاف کوئی سازش ہے
بولی نہیں یہ تو پیار کی بندش ہے

کہا میرے بارے پِیر بابا نے کیا فرمایا ہے
بولی تجھ پہ مُریدنیوں کا سایہ ہے

......☆......

میرے ساتھ پڑوسنیں بڑی ہوشیاری کرتی ہیں
اپنے پیار کا اظہار مجھ سے باری باری کرتی ہیں

صبح سویرے میرا پیار بھرا سواگت کرنے کی خاطر
فوجیوں کی طرح زور وشور سے تیاری کرتی ہیں

پِیر بابا کی جعلی مُریدنیوں پہ کیسے اعتبار کروں
یہ سیدھے سادھے مسلمانوں سے عیاری کرتی ہیں

ان کی حسیں صورتیں دیکھ کر دھوکہ نہ کھانا
یہ مفاد پرست کسی سے نہ غم خواری کرتی ہیں



پیاری پڑوسن کا پیار پانے کی سوچتا ہوں
اس کی ساس سے دل لگانے کی سوچتا ہوں

جس دن سے پڑوسن سے آشنائی ہوئی ہے
بُل ڈاگ کو راستے سے ہٹانے کی سوچتا ہوں

پڑوسن کی ساس کو پیار سے تتلی کہتا ہوں
بِنا پَروں کے تین من کو اُڑانے کی سوچتا ہوں

دُوسری ہمسائیاں بھی چھیڑتی رہتی ہیں
ان سب سے مراسم بڑھانے کی سوچتا ہوں



بابا جی خود لیتے نہیں تعویزوں کا نذرانہ
حسبِ توفیق بیس پونڈ ڈبے میں ڈالتے جانا

جعلی پیِروں کی یہی حقیقت ہے دوستو!
اسے تم لوگ سمجھ نہ لینا کوئی فسانہ

یہ ایک بار جس گھر میں داخل ہو جائیں
مشکل ہو جاتا ہے ان کا وہاں سے جانا

علم والے کو دلیل سے سمجھا سکتے ہیں
مگر مشکل ہے بے علم مُریدوں کو سمجھانا

بابا جی جب اپنی مُریدنیوں میں گِھرے ہوتے ہیں
پھر مُریدوں سے کہتے ہیں بیٹا تم کل آنا

......☆......

چلا تھا پِیروں کے بارے لوگوں کو ہوشیار کرنے
کیا علم تھا جا رہا ہوں جاہل دشمن تیار کرنے

سچے پیِر بہت کم نظر آتے ہیں اِس زمانے میں
آج کے پیِر مصروف ہیں جائیدادیں بنانے میں

چار سال میں کتنا خرچہ کیا مجھے ڈرانے میں
کاش وہ سارا مال دے دیتے کسی یتیم خانے میں

اپنی شعبدہ بازی کو جِنّات سے منسوب کرتے ہیں
اسی لیے کمزور ایمان والے ان سے ڈرتے ہیں



موقعے سے فائدہ اُٹھا لیا ہے
اپنی پڑوسن سے دل لگا لیا ہے

اتنی زیادہ خوشی نہ بنا دلِ ناداں
سمجھ لے جہنم کا ٹکٹ کٹا لیا ہے

اس بلا کو اپنے گلے ڈال کر
کسی بُرائی کا صِلہ پالیا ہے

ہماری نظر سے وہ گِر گئی تھی
اسے پلکوں سے اُٹھا لیا ہے

بجھ چکے تھے اُمیدوں کے چراغ
ہمسائی نے انہیں پھر جلا دیا ہے

......☆......

خوشی خوشی پڑوسن سے دل لگایا تھا
اس کے پیار میں چین سکون گنوایا تھا

زندگی کی ساری خوشیاں کنارہ کر گئیں
مجبوری میں غموں کو دوست بنایا تھا

اس کا منگیتر اسے ڈولی میں لے گیا
آنٹی بولی پُتر اصغر یہ پیار بھی پرایا تھا

ایک کلو بدام کھا کر بھی یاد نہیں آ رہا
میں نے کیسے اس ناگن کو بھلایا تھا

جتنی دیر ہمسائی کے پیار کا سایہ تھا
دُکھ درد مصائب کچھ نہ پرایا تھا



پڑوسن نے دل میرا صاف کر دیا ہے
میں نے بھی اُسے معاف کر دیا ہے

میرے دل پہ اب نگاہ نہیں ٹھہرتی
دھو کر اتنا اُسے شفاف کر دیا ہے

بڑی محنت سے اس کا پیار پایا
ساس نے اُسے خلاف کر دیا ہے

ویلنٹائن ڈے پہ جو تصویر بھیجی
ساتھ چسپاں میرا فوٹو گراف کر دیا ہے

میری زندگی کی پہلی کتاب میں
شامل اپنے پیار کا باب کر دیا ہے



پریتو جی میرا پیار بُھلا نہ دینا
شادی کے دن بُہتا مسکرا نہ دینا

دھوکے کھا کر پیٹ بھر چکا ہے
تم بھی کوئی چکر چلا نہ دینا

سہاگ رات منہ دکھائی لیے بغیر
بھول کر بھی تھوبڑا دکھا نہ دینا

ہنی مُون کی صبح لیٹ اُٹھوں گا
کہیں وقت سے پہلے جگا نہ دینا



پڑوسن میری شاعری کی پہچان ہے
ساس میرے ہونٹوں کی مُسکان ہے

ان دونوں پیاری ہستیوں کے دم سے
مجھ جیسے غریب شاعر کی شان ہے

تم دونوں شاید یہ بات نہیں جانتیں
تمہارا عظیم پڑوسی تم پہ قربان ہے

ابھی تک یہ فیصلہ نہیں کر سکا
کون میری شاعری کا عنوان ہے



کوئی بگڑی بات بنانے نہیں دیتی
ہمسائی مجھے مُسکرانے نہیں دیتی

آنکھوں سے دُور جانے نہیں دیتی
اپنے پاس بھی آنے نہیں دیتی

مجھے سدا کے لیے اپنا بنا کر
نفرت کی دیوار گرانے نہیں دیتی

جب کبھی مجھ سے ملنے آتی ہے
بہارو پُھول برساؤ گانے نہیں دیتی



کالے جادو والی جو حسینہ ہے
جادو کر کے میرا دل چھینا ہے

سوچتا ہوں آگے چل کر کیا ہو گا
ابھی دوستی کا پہلا مہینہ ہے

بیٹا ہمیں ایک نہ ہونے دے گا
وہ ماں سے بھی کمینہ ہے

زندگی میں غم آئیں یا خوشی
پریتو کے ساتھ مرنا جینا ہے



کبھی گرتی ہے کبھی سنبھلتی ہے
ہمسائی چیونٹی کی طرح چلتی ہے

پیار کے زینے پہ اُسے چڑھا بیٹھا
اب وہ کسی طرح نہ اُترتی ہے

لگتا ہے برسات ہونے لگے گی
جب وہ بجلی کی طرح گرجتی ہے

جمعہ کے دن بھی ناغہ نہیں کرتی
پابندی سے میری شاعری پڑھتی ہے



میری پڑوسن ایک ایسی کتاب ہے
جس میں ہر سوال کا جواب ہے

دھوکہ عیاری مکاری ریاکاری
اس کا سب سے پہلا باب ہے

میں وہ مقدر کا مارا انسان ہوں
جس کے نام اس کا اِنتساب ہے

پڑوسن یہ بات کب جانتی ہے
اصغر کے دم سے وہ کامیاب ہے



اصغر اس کا پڑوسی ہے
وہ اب پڑوسن میری ہے

رات کے اندھیرے میں
وہ دن کی روشنی ہے

میں اس کا چاند ہوں
وہ میری چاندنی ہے

جو کبھی نہ ٹوٹے گی
ایسی ہماری یاری ہے

ساس کی کوئی نہیں پرواہ
اُسے حسد کی بیماری ہے



دل نشیں آج کل مُسکرا کے مِلتی ہے
پرِیتو دل میں محبت چھپا کے مِلتی ہے

میری پڑوسن جو ڈنڈا اٹھا کر ملتی تھی
اب مجھ سے سر جھکا کے مِلتی ہے

پیاری مکھانہ کی تو بات ہی کیا ہے جی
جب بھی ملتی ہے گُڑ کھا کے مِلتی ہے

پڑوسن کی ساس کے دل میں بخیلی ہے
وہ دُشمنی کو دل میں دبا کے مِلتی ہے

ہمسائی کی بہن مردوں کی طرح بہادر ہے
وہ مجھ سے سٹی سینٹر میں جا کے ملتی ہے



پہلے پہل مجھے پڑوسن بڑی پیاری لگی
دھیرے دھیرے اس کی ہر بات مکاری لگی

ایک دن اس کے ساتھ اس کی بہن دیکھی
وہ ان سب سے زیادہ مجھے پیاری لگی

ہم دونوں ایک دوسرے سے مِلنے لگے
اس کی کہانی جو سُنی بڑی دُکھیاری لگی

کبھی بخت کبھی زمانہ دُشمن بنے رہے
ہماری کسی پڑوسن سے نہ پکی یاری لگی

مکھانہ کا پیار آخر مجھے مِل ہی گیا لیکن
اس کی تلاش میں اصغر کی عمر ساری لگی

......☆......

میری ہمسائی پوری دس نمبری ہے
ایک جعلی پیر کی وہ مُریدنی ہے

پِیر بابا کا نمبر تو چار سو بیس ہے
دھندہ مُریدوں سے چار سو بیسی ہے

بابے کی مُریدنی بڑی بے دردی ہے
بابا خود عاشق مِزاج ٹھرکی ہے

لگتا ہے پڑوسن نے یاد کیا ہے
بائیں آنکھ زور سے پھڑکی ہے



اس کی جو خالہ ہے
وہ چیتی میری مالا ہے

اس کی باجی کے دل کا
پہلی بار کھولا تالا ہے

اس کی جو ساس ہے
مُشکل سے اُسے ٹالا ہے

مکھانہ کے پیار نے ہمیں
جیتے جی مار ڈالا ہے

آنکھ بہتی رہتی ہے
لگتا ہے کوئی پرنالا ہے

......☆......

دل نشیں کی دید کرنی ضروری ہو گئی ہے
اس کی بہو سے کچھ دُوری ہو گئی ہے

آج دونوں ساس بہو میرے پاس آ گئیں
میری دلی خواہش پوری ہو گئی ہے

اپنے دل میرے پیار کی خاطر قربان کر کے
کہتی ہیں دل کی چوری ہو گئی ہے

جیسے بہو کو دل واپس کیا تو بولی
یہ کس کام کا اس میں موری ہو گئی ہے



میری پڑوسن کی عیاری بے مثال ہے
اس کی ساس کی جفاکاری بے مثال ہے

یوں تو ہم میں کوئی خاص خوبی نہیں
زمانے میں اپنی وفاداری بے مثال ہے

پڑوسن کا دل چُرانہ مشکل ہوا جاتا ہے
اس کے کُتے کی چوکیداری بے مثال ہے

پڑوسن کی ساس کو میرے ساتھ دیکھ کر
کہتے ہیں بُڈھی بُڈھے کی یاری بے مثال ہے



رشتے جب سے تمہارے ساتھ ملے ہیں مقدر ہمارے
اس روز سے ہمیں دن میں بھی نظر آتے ہیں ستارے

نہ جانے تم ہمیں کیوں غیر سمجھتے رہتے ہو صنم
ورنہ ہم پہلی نظر میں ہو گئے تھے دیوانے تمہارے

ابھی تو ہم دونوں کے پیار کی ابتدا ہوئی ہے جانم
رفتہ رفتہ دکھا دیں گے اپنی محبت کے رنگ سارے

ہو سکے تو میری پڑوسن کو یہ بات سمجھا دے
کے وہ چھُپ چھُپ کر کیا نہ کرے مجھ کو اِشارے

تمہارے گھرانے کی سب خواتین کا پیار پا کر بھی
اِس آس میں بیٹھے ہیں کب کوئی دل پہ چھاپہ مارے

......☆......

ہماری عرض سنو ذرا دل نشین جی
میری سچی محبت کا کر لو یقین جی

یہ نہ ہو آپ کو مجبوری ناچنا پڑ جائے
جب چھیڑی میں نے پیار کی بین جی

ساری دنیا میں گھوم کر دیکھ لیا ہے
ہمیں کوئی نہیں مِلا تم جیسا حسین جی

اصغر اکیلے کا جینا بھی کوئی جینا ہے
تمہارے ساتھ زندگی گُزرے گی بہترین جی



میری چھوٹی سی بات سنو مکھانہ جی
یہ غریب بندہ تمہارے لیے نہیں بیگانہ جی

باغ میں تمہاری ایک جھلک کیا دیکھی
اُس دن سے ہو گیا ہوں تمہارا دیوانہ جی

یاد ہے ہم ایک ہی کلاس میں پڑھتے تھے
کیا آپ نے ابھی تک مجھے نہیں پہچانا جی

ہمیں کسی کے دل میں ابھی جگہ نہیں ملی
تم اپنے دل میں دے دو مجھے ٹھکانہ جی

لوگوں کے سامنے ہم بھی فخر سے کہہ سکیں
دیکھو ہمیں بھی مل گیا ہے اپنا آشیانہ جی

اب جو اصغر غریب سے پیار کر ہی بیٹھے ہو
مکھانہ جی تم اسے جیتے جی نہ بھُلانا جی

......☆......

دل نشیں کا پیار پانے کی تمنّا ہے
اس کی بہو کو اپنا بنانے کی تمنّا ہے

میں غیر اخلاقی بات کر نہیں سکتا
ہمسائی کو کھَری سنانے کی تمنّا ہے

میرے جواں ارماں بوڑھے ہو رہے ہیں
مکھانہ سے دل لگانے کی تمنّا ہے

دل نشیں کی دل نشینی دیکھ کر
اسے اپنا ہم سفر بنانے کی تمنّا ہے

پریتو کی جب مجھ سے شادی ہو
اس کی فیملی کو بُلانے کی تمنّا ہے

......☆......

دل نشیں کی بہو جس کا نام ہے مکھانہ
اس نے بنا دیا ایک اچھے بھلے کو فرزانہ

اپنی پریم کہانیاں تو بڑھتی ہی جا رہی ہیں
سوچتا رہتا ہوں مجھے کیا کہے گا زمانہ

دل لگاؤ تو سدا کے لیے ایک کے ساتھ لگاؤ
اپنے سب دوستوں کو ہے اتنا سمجھانا

ڈائن بھی چالیس گھر چھوڑ دیتی ہے
تم لوگ کسی پڑوسن سے دل نہ لگانا

اور جو کچھ کرتے رہو کوئی بات نہیں
جعلی پِیروں کی مُریدنی سے بچ کے رہنا



اس کی ساس کی بہن جس کا نام ہے دل نشیں
اب اُس کے سوا مجھے کچھ اور نظر آتا نہیں

میں جہاں بھی جاؤں مجھے ایسا لگتا ہے
میری پیاری سی دل نشیں ہے یہیں کہیں

پڑوسن کی ساس میرے دل پہ دستک دے کر
پوچھتی ہے کیا میری بہن دل نشیں ہے یہیں

میں نے کہا تنہائی دُور کرنے اِدھر آجاتی ہیں
مگر آج پُورا دن تنہا تھا وہ یہاں نہیں آئیں



اپنی پڑوسن کا ستایا ہوا ہوں
اس کی نظر میں پرایا ہوا ہوں

ہمسائی مجھے سہارا نہیں دیتی
پِھر برادری کا ٹھکرایا ہوا ہوں

میں کیسے کسی کو متاثر کروں
اپنی غریبی سے شرمایا ہوا ہوں

یہاں کھنڈروں کے سوا کچھ نہیں
پڑوسن کے دل میں سمایا ہوا ہوں



پڑوسن کو چھپ کر دیکھتے رہتے ہیں ہم
اسے دیکھتے دیکھتے نظر ہو گئی ہے کم

کل اس کی ساس کی مجھ سے نظر ملی
بولی اتنے پیار سے نہ دیکھو میرے صنم

اس کے منہ سے اتنی بات سننے کی دیر تھی
سر سے پاؤں تک سارے پانی پانی ہو گئے ہم

میں نے کہا محترمہ یہ آپ نے کیا کہہ دیا
مرد ہوتے ہوئے بھی مجھے آئی ہے شرم

بولی میرے سامنے اتنا پارسا نہ بن
ورنہ میں کھول دوں گی سارے بھرم

......☆......

میری پڑوسن کی عادت ہے روٹھ جانے کی
مگر مجھے عادت نہیں کسی کو منانے کی

یہ ان مقدر کے مارے لوگوں میں سے ہے
جنہیں عادت ہوتی ہے نظروں سے گر جانے کی

اس کے سوا وہ کچھ اور تو کر نہیں سکتی
اسے شوق ہے میری باتوں سے باتیں بنانے کی

اب وہ خود ہی مجھ سے ملنے چلی آتی ہے
اسے حاجت نہیں ہوتی کوئی بہانہ بنانے کی

پڑوسن جیسی ناگن پہ میں اعتماد کر بیٹھا
یہی درد ناک کہانی ہے میرے افسانے کی



ہمارے پیار کی بڑی درد ناک داستاں ہے
میری عمر ڈھل رہی ہے ہمسائی جواں ہے

مجھے دیکھتے ہی وہ پُرانے گانے گاتی ہے
دنیا میری جواں آ بھی جا اصغر تو کہاں ہے

اور کسی کی اب چاہت نہیں چاہیے مجھے
اب میری پڑوسن جو مجھ پہ مہرباں ہے

میری زندگی میں اسی کے دم سے سب ہے
میرے لیے پیاری ہمسائی بہار میں خزاں ہے

پڑوسن کے پیار بنا میں جی نہیں سکتا
اصغر کی زندگی کا اب یہ آخری بیاں ہے

......☆......

پڑوسن اب مجھ سے بات نہیں کرتی
وعدہ کر کے بھی ملاقات نہیں کرتی

یہ اس کی طرح بگڑتے ہی رہتے ہیں
مجھے مل کر اچھے حالات نہیں کرتی

یہ اس کی اک مسکراہٹ کی مار ہیں
جان بوجھ کر یہ سوغات نہیں کرتی

آتے جاتے مجھے دیکھتی رہتی ہے
بات چیت کی شروعات نہیں کرتی



ہمسائی بولی آج خواب میں آؤں گی پھول سجا کے رکھنا
میں نے کہا میں کہیں ڈر نہ جاؤں میک اپ لگا کے رکھنا

وہ بولی تم آج رات کھانا کھا کر خوش ہو کر سو جانا
کہا خوشی کے مارے شاید نیند نہ آئے نیند کی گولی لے آنا

وہ بولی آپ کی مہربانی کل رات جیسے کی میری میزبانی
میں نے کہا کیسی مہربانی خدمت کرنا اپنی عادت ہے پُرانی

وہ بولی جی چاہتا ہے سدا کے لیے تیری بانہوں میں کھو جاؤں
کہا آ میں بھی تیرے تکیے جیسے زانو پہ سر رکھ کہ سو جاؤں

بولی پیار بھری گھڑیاں جو ہم دونوں نے ایک ساتھ گزاری ہیں
میں نے کہا میری نظر میں یہ تمہاری طرح بڑی پیاری ہیں

......☆......

اب اس طرح گزارہ کرتے ہیں
ہمسائی کو آنکھ مارا کرتے ہیں

اسے جب ہم ملنے جاتے ہیں
ساس کو خفیہ اشارہ کرتے ہیں

اس کا پیار پانے کی خاطر
گستاخیاں گوارا کرتے ہیں

پڑوسن پیار سے کہتی ہے
اصغر ہر کام نیارا کرتے ہیں

کہا ہم تو تم پہ مرے ہوئے ہیں
آپ کیوں ہمیں للکارا کرتے ہیں

......☆......

اپنی اُلفت کی صرف اتنی سی کہانی ہے
مجھ پہ بڑھاپہ ہے پڑوسن پہ جوانی ہے

چھیڑ چھاڑ کرنا اُس کا مشغلہ بن چکا ہے
اب اس غنڈی کو سمجھانا بے معنی ہے

اُسے کہہ دو مصنوعی حسن پہ نہ اِترائے
وہ کیا جانے یہ میک اپ تو آنی جانی ہے

دنیا کے سامنے تو وہ میری دشمن جانی ہے
مگر حقیقت میں ہماری آشنائی پرانی ہے

اپنے راستے میں خار دیکھ کر اندازہ ہو جاتا ہے
کہ یہ سب میری پیاری پڑوسن کی نشانی ہے

......☆......

دل دھڑکتا چھوڑ جاتی ہے میری ہمسائی
لگتی ہے بڑی پیاری مگر ہے وہ ہر جائی

یہ بات مجھے ہر پل بے چین رکھتی ہے
کہ پڑوسن کو میری کیا بات پسند آئی

اس نے تو اس بات کا کبھی خیال نہ کیا
کہ چوری چوری کتنی اُسے مٹھائی کھلائی

یہاں جس نے بھی پڑوسن سے یاری لگائی
سمجھو اس گھر کی شروع ہوئی تباہی



شاعری سے جب ان کی خوشامد ہوتی ہے
پھر مجھ پہ نئے اشعار کی آمد ہوتی ہے

اس کی جب کوئی شے چوری ہوتی ہے
وہ ہر بار میرے دل سے برآمد ہوتی ہے

جس گھر میں شوہر کا حکم نہ چلتا ہو
ایسے گھر میں بیوی ہی خاوند ہوتی ہے

مجھ سے وہی ہمسائی پیار کرتی ہے
جو سب پڑوسنوں سے خرد مند ہوتی ہے

بڑے خوش قسمت ہیں وہ خوش نصیب
جن کی ہمسائی دولت مند ہوتی ہے



پڑوسن کی نظر کا تیر میرے جگر میں اُتر گیا
پُرانے زخم بھرے نہ تھے وہ اک نیا گھاؤ کر گیا

میرے تن بدن پہ اک سکتہ سا تاری ہو گیا
میری ہمسائی کو یوں لگا جیسے میں مر گیا

اس ظالم کی ہر ادا کچھ ایسی قاتلانہ تھی
میں دل پکڑے کھڑا رہا وہ مسکرا کر گزر گیا

کتنی ہمسائیاں میری شاعری سنا کرتی تھیں
نہ جانے کہاں گئیں وہ اور وہ وقت کدھر گیا

نہ جانے مجھ میں ایسی کون سی بات ہے
پڑوسنوں کو مجھ سے بیر رہا میں جدھر گیا

......☆......

ذرا سنو تو میری پیاری ہمسائی
صبح سویرے جب لیتی ہو انگڑائی

تم میں ایسی کون سی بات ہے
جو مجھے بناتی ہے تیرا سودائی

تیرے لیے سیج سجائے رکھتا ہوں
مگر تو نہ کبھی سپنوں میں آئی

کبھی کبھی دیدار کی سوغات دے کر
اصغر غریب سے کر دیا کرو بھلائی

......☆......

ہمسائی سے میری پہچان تو پُرانی ہے
میرے اشعار میں ہمارے پیار کی کہانی ہے

جس کی اس کے حسن پہ نظر پڑتی ہے
وہی کہہ اُٹھتا ہے کیسی ظالم جوانی ہے

لوگ ہم دونوں پہ اُنگلیاں اُٹھانے لگے ہیں
اب بڑے نازک موڑ پہ اپنی پریم کہانی ہے

میری زیست پہ پِیروں کے چمچوں کا راج تھا
اب پڑوسن کے دم سے عذاب میری زندگانی ہے



کبھی پڑوسن تو کبھی گمان بولتا ہے
بات کروں تو بُل ڈاگ درمیاں بولتا ہے

ہمسائی جب فون پہ بات کرتی ہے
لگتا ہے اس کا سارا مکان بولتا ہے

اپنے پالتو بُل ڈاگی پر جب چلّاتی ہے
یوں لگتا ہے جیسے میرا کان بولتا ہے

ہمسائی کہ بولنے کا نیا انداز ایسا ہے
اس کے ساتھ سارا جہان بولتا ہے

کل بڑے پیار سے وہ کہنے لگی اصغر
میرا دل تجھ پہ ہو جاؤں قربان بولتا ہے



اس کی تعریف میں زمین آسماں ملا رہا ہوں
اس سے جو پیار ملا اس کی پائی پائی لٹا رہا ہوں

میری شاعری کا ہمسائی عنوان تو نہ تھا پہلے
مگر یہ سب پڑوسن کی خاطر لکھے جا رہا ہوں

اس کے بارے مزید لکھنے کو جی تو نہیں چاہتا
عالمی ریکارڈ کی خاطر شاعری بھجوا رہا ہوں

اب پڑوسن کو مجھ پہ شاید پیار آنے لگا ہے
پہلی بار اس کے ہاتھ کا پکا حلوہ کھا رہا ہوں



پڑوسن سے پیار کی ابتدا کر دی ہے
وہ کہتی ہے تو نے انتہا کر دی ہے

آج اس کے بُل ڈاگ کو کُتا کہہ بیٹھا
لگتا ہے میں نے وہ خفا کر دی ہے

ایک دن اس سے بات نہیں کر سکتا
چھوٹی خطا کی کڑی سزا کر دی ہے

اسے میرا احسان مند ہونا چاہیے
ہر جگہ کتنی اس کی چرچا کر دی ہے



میری پڑوسن کو کئی لوگ ہمسائی کہتے ہیں
باقی کوئی خالہ کوئی آنٹی کچھ تائی کہتے ہیں

جھوٹ بولنے میں اس کا کوئی ثانی نہیں ہے
بانی ہوتے ہوئے بھی کوئی اس کا بانی نہیں ہے

جاہل لوگوں کو اُلّو بنا کر ان کی کمیٹیاں کھاتی ہے
عورتوں کو وہ پیِر بابا سے کالا جادو کراتی ہے

میرے دل کا سارا علاقہ اس کے کنٹرول میں ہے
میں سوچتا تھا کیوں اتنی کمی کولیسٹرول میں ہے

جب کبھی کرتی ہے کام چھوٹا نہیں تگڑا کرتی ہے
اگر کوئی نہ ملے تو پھر اصغر سے جھگڑا کرتی ہے



پوچھا پڑوسن سے پیار کرنے کا آخر کیا انجام ہو گا
بولی لگی دس ہزار کی تیرا یہ عشق بھی ناکام ہو گا

کہا دل کہتا ہے تو دیوی اور اصغر تیرا پُجاری ہے
بولی ہم سے دُور رہنے میں ہی عافیت تمہاری ہے

پوچھا مجھ سے پیار کرنے کے بارے کیا خیال ہے
بولی یہ تمہاری مجھ سے التجا ہے یا سوال ہے

پوچھا میرے سوا تمہارے اور کتنے اُمیدوار ہیں
بولی تمہارے جیسے کتنے اور ملنے کو بے قرار ہیں

کہا ہمسائی جی میرے دل میں آپ کا بسیرا ہے
بولی اوروں کی طرح تو بھی موسمی بٹیرا ہے



وفا کے بدلے جب مجھے جفا دیتی ہے
ہمسائی میرے دل میں نفرت بڑھا دیتی ہے

جب پیارے انداز میں وہ مجھے مناتی ہے
یوں میرے دل میں اپنا پیار جگا دیتی ہے

میں جو بھی اس سے راز کی بات کہوں
وہ ساری اپنے بھائیوں کو بتا دیتی ہے

وہ اپسرا کی طرح خوبصورت تو نہیں
مگر میری شاعری اسے سُندر بنا دیتی ہے



میرے ساتھ بڑا ہیر پھیر کیا اُس نے
مجھ جیسے شیر کو زیر کیا اُس نے

نہ جانے اُس کی نظر میں کیسا جادو ہے
پہلی نگاہ سے مجھے ڈھیر کیا اُس نے

مجھ سے ایک بار ملنے کا وعدہ کر کے
میرا انتظار بھی نہ ذرا دیر کیا اُس نے

اپنی زلفوں کو میرے چہرے پہ بکھرا کر
میری آنکھوں میں اندھیرا کیا اُس نے

میں اس بات کے لیے اُس کا ممنون ہوں
اصغر کی شام غم کو سویر کیا اس نے



کیا بتاؤں کیوں سر پہ کفن رکھتا ہوں
پڑوس میں خوفناک پڑوسن رکھتا ہوں

کئی بار مجھے اپنے آپ پہ رشک آتا ہے
جو زندگی کے ہر موڑ پہ دشمن رکھتا ہوں

میں غم کے عالم میں بھی اُداس نہیں ہوتا
ہر حال میں لبوں پہ مُسکان رکھتا ہوں

اپنی ہمسائیوں کی خوشیوں کی خاطر
کئی دن خود کو پریشان رکھتا ہوں

دشمنوں کی کیا مجال کہ نظر انداز کریں
اپنے شہر میں ایسی پہچان رکھتا ہوں



ہماری بھی کسی بابے سے پہچان ہو جائے
شاید ہماری زیست بھی کچھ آسان ہو جائے

وہ انسان بھلا کیا کسی کو کیا لوٹے گا
جو ایک آسامی کو لوٹ کر پریشان ہو جائے

میں بھی گر پِیر صاحب کا مُرید ہو جاؤں
پھر اُن کا ہر غنڈہ مجھ سے انجان ہو جائے

لوگوں کو لوٹنے والے بابے نہ ہوں دُنیا میں
تو پھر کتنا حسیں ہمارا یہ جہان ہو جائے

کاش ہر انسان دین کا علم حاصل کرے
تو پھر بند ان جعلی پِیروں کی دکان ہو جائے

......☆......

کسی بد نصیب کو ہم سے محبت ہو گئی ہے
یہ خبر سُن کر ہماری بری حالت ہو گئی ہے

پہلی بار کسی کو ہم نے پھول بھیجے ہیں
آخر ہم سے بھی کوئی سخاوت ہو گئی ہے

محبت کرنے سے قبل لوگ ہزار بار سوچتے ہیں
کہتے ہیں بھیا یہ دنیا بڑی بے مروت ہو گئی ہے

محبت میں ہر کسی نے ہماری حجامت بنائی
اب محبت کے نام سے نفرت ہو گئی ہے

زندگی بھر لوگوں کے ناز اُٹھاتے اُٹھاتے
کمر کو دُوہرے رہنے کی عادت ہو گئی ہے



پڑوسن سے کیا ہوا وعدہ نبھا رہا ہوں
ایک اچھے ہمسائے کا فرض نبھا رہا ہوں

ریڈیو پہ اس کی تشہیر کرنے کے بعد
اب انٹرنیٹ پہ اس کا نام چمکا رہا ہوں

میری سبھی پڑوسنیں بڑی پیاری ہیں
یہ نہ سمجھیں کہ مکھن لگا رہا ہوں

شاید میرے سُخن کی پذیرائی نہ ہوتی
ہمسائیوں کی بدولت شہرت کما رہا ہوں

میری پہلی کتاب کا نام تھا دردِ جُدائی
اب دردِ ہمسائی نام کی کتاب چھپوا رہا ہوں

......☆......

جب جیب خالی ہوتو دوست یار چلے آتے ہیں
اُدھار خواہ تنگ کرنے سرِ بازار چلے آتے ہیں

کچھ تو ویسے بھی میرا ہاتھ تنگ رہتا ہے
خدا کی رحمت ہے مہمان ہر اتوار چلے آتے ہیں

جب دل کا دروازہ مقفل کرنے والا ہوتا ہوں
اسی شب پُرانے کرائے دار چلے آتے ہیں

وہ جب کبھی مجھے ملنے کا وقت دیتی ہے
دو چار گھنٹے ہم کر کے انتظار چلے آتے ہیں

مرغا خوش ہو گا اصغر نے میری مرغی نہیں چُرائی
وہ کیا جانے ہم کئی دنوں سے بیمار چلے آتے ہیں

......☆......

وہ جب میرے اشعار سُنتی ہے
پھر ایک ٹھنڈی سی آہ بھرتی ہے

میں اس سے ہمیشہ دُور رہتا ہوں
میرے لیے وہ تو ایک لال بتی ہے

اک اس کے سوا میرے دل میں
اس جیسی کوئی اور نا ہستی ہے

پڑوس میں رہائش پذیر ہے جو
میرے دل کے گھر میں بستی ہے

سب کو پِیروں کے پاس لے جاتی ہے
لگتا ہے یہ اُن کی خاص چمچی ہے

......☆......

اِدھر کی بات اُدھر لگاتی ہے وہ
پڑوسنوں میں پُھوٹ پڑواتی ہے وہ

جلتی پہ تیل ڈالنا کام ہے اُس کا
اسی لیے پھپھے کٹُنی کہلاتی ہے وہ

مجھ سے سیدھے مُنہ بات نہیں کرتی
اپنے بُل ڈاگ سے پیار جتاتی ہے وہ

خود تو کوئی نیک کام نہیں کرتی
پڑوسیوں کے حقوق سمجھاتی ہے وہ

سب ہمسائیوں سے چکر چلاتی ہے
اپنے نصیب کا لِکھا کھاتی ہے وہ



میرے سپنے میں جب آتی ہے پڑوسن
کر جاتی ہے میرے چودہ طبق روشن

پھر رات بھر مجھے نیند نہیں آتی
کھِل اُٹھتا ہے میرے دل کا گُلشن

مہمانوں کو کھلاتی ہے گوشت پالک
شوہر کو دیتی ہے مہمانوں کی جوٹھن

رات دن ڈونر کباب کھا کھا کر
اب لگتی ہے کسی دھوبی کی دھوبن

جیسے وہ کپڑے دھونے لگتی ہے
پھر جھوم جھوم کہ آتا ہے ساون



اپنی پیاری پڑوسن کا بڑا خیال کرتا ہوں
جب اس پہ شاعری کرتا ہوں کمال کرتا ہوں

اُسے تحفے دے کر مجھے کیا مِلے گا
کتنا نادان ہوں خود کو کنگال کرتا ہوں

ہر روز اسے اپنے اشعار سُنا سُنا کر
بڑی مشکل سے اپنی جانب مائل کرتا ہوں

نا جانے اس پہ میرا جادو کیوں نہیں چلتا
کئی کو ایک شعر سے گھائل کرتا ہوں

اس کے بُل ڈاگ کے خوف کے مارے
کبھی نا اُس سے عرض وصال کرتا ہوں



کبھی تِیر تو کبھی وہ تلوار لگتی ہے
میری ہمسائی ساغر کا منجدھار لگتی ہے

جب پِیر صاحب سے مل کر آتی ہے وہ
پھر ناگن کی طرح خون خوار لگتی ہے

کھاتے ہوئے ذرا احتیاط نہیں کرتی
میری طرح چلنے سے لاچار لگتی ہے

جو لوگوں کی کمیٹیاں کھاتا رہا ہوں
مجھے یہ کوئی پُرانا اُدھار لگتی ہے



ہم تجھے پیار کرتے ہیں صنم
پولیس سے کب ڈرتے ہیں صنم

کیا جانے تو کتنی خوش نصیب ہے
تیری خاطر اتنا کچھ لکھتے ہیں صنم

یاد نہیں کب تو بلا میرے گلے پڑی
اب دن رات بیٹھے ہاتھ ملتے ہیں صنم

میرے پیار کو کہیں سچ نہ سمجھ لینا
پڑوسن سمجھ کر دل لگی کرتے ہیں صنم



ہم سے یہ بات حسبِ معمول ہوگئی ہے
پڑوسن سے پیار کرنے کی بھول ہو گئی ہے

پہلے تو وہ میری طرح بڑی نازک مزاج تھی
اب میرے لیے وہ صورتِ ببول ہو گئی ہے

ہوٹلوں کے کھانوں سے اُسے پرہیز کرنا ہو گا
سوہنی کے گھڑے کی طرح گول مٹول ہو گئی ہے

سوچتا ہوں اس سے کیسے بات کا آغاز کروں
مجھ سے جو کُھلتی نہیں وہ پول ہو گئی ہے



سب کو تگنی کا ناچ نچاتی ہیں بیویاں
شوہر کی حجامت بھی بناتی ہے بیویاں

جو شوہر سے دس بارہ برس بڑی ہیں
وہ ماں کی طرح حکم چلاتی ہیں بیویاں

منے سے شوہر کو ماں کے خلاف بھڑکا کر
یوں کئی لوگوں کو گدھا بناتی ہیں بیویاں

کچھ ایسے گدھے شوہر بھی ہوتے ہیں
جنہیں اپنی انگلیوں پہ نچاتی ہیں بیویاں

گاما پہلوان ہو یا اصغر جیسا مسکین
یہاں ہر کسی کو ستاتی ہیں بیویاں

جب شوہر کو ماں کے خلاف بھڑکانا ہو
پھر بڑے لذیذ کھانے کھلاتی ہیں بیویاں

......☆......

چوروں کی کہانی ایک ہے
ڈاکوؤں کی نانی ایک ہے

لوگوں کے مقدر میں چار چار
ہمارے مقدر میں زنانی ایک ہے

سماج ہمیں ایک ہونے نہیں دیتا
دو پریمیوں کی پریشانی ایک ہے

جو میری بُرائیاں کرتی رہتی ہے
وہ حسینہ میری دیوانی ایک ہے

کوئی ہمسائی مجھے مُنہ نہیں لگاتی
پڑوسن کی میرے لیے مہمانی ایک ہے



میری طرح تجھے کسی سے پیار ہو
تو اُسے ملنے کو بے قرار ہو

دُور تجھ سے تیرا یار ہو
اُس کے غم میں تو بیمار ہو

دن بھر گولیاں کھایا کرے
روز چارہ گر کے پاس جایا کرے

تجھے ایک پل نہ چین آئے
بار بار لب پہ اُس کا نام آئے

راتوں کو تو اُٹھ اُٹھ کر چِلّائے
اندھیرے میں اصغر ہی نظر آئے

……☆……

دُنیا والے جب اپنے بارہ بجاتے ہیں
ہم پڑوسن کے نام کی محفل سجاتے ہیں

پہلے اپنے اشعار کا اک ہار بناتے ہیں
پھر پڑوسن کی تعریف میں سُناتے ہیں

اکیلے میں تو مجھے چھیڑتے رہتے ہیں
راستے میں مل جائیں تو نظر نہ ملاتے ہیں

کل ایک آنٹی جی مجھ سے پوچھنے لگیں
اصغر بیٹا یہ محفلِ سنتھن آپ کب سجاتے ہیں

دل کی بزم میں جب کوئی ہمسائی نہیں آتی
ہم رَو رَو کر سب ہمسائیوں کو جگاتے ہیں



جس روز مجھے پڑوسن بہت ستاتی ہے
اس دن ایک تازہ غزل تیار ہو جاتی ہے

مجھ پہ طرح طرح کے الزام لگاتی رہتی ہے
وہ اپنی شرارتوں سے کبھی باز نہ آتی ہے

میں نے کبھی سپنے میں بھی نہ سوچا تھا
کہ ہمسائی اتنی بڑی مصیبت بن جاتی ہے

مرتے دم تک کسی پڑوسن سے پیار نہ کرنا
میرے گھر کی چھت پہ چڑیا یہ گانا گاتی ہے

یہ جانتے ہوئے بھی کہ میرا دل کمزور ہے
وہ پھر بھی خوابوں میں آ کر مجھے ڈراتی ہے



پوچھا تیرا بُل ڈاگ مجھ پہ کیوں بھونکتا رہتا ہے
جواب آیا یہ دلال ہے اس کام کا کمیشن لیتا ہے

میں نے پوچھا بتایئے آپ سے اس کا کیا رشتہ ہے
جواب آیا یہ میری خالہ کے کتے کا بڑا بچہ ہے

پوچھا کیا آپ کا بُل ڈاگ کبھی ہاٹ ڈاگ کھاتا ہے
جواب آیا یہ صرف پھینکی ہوئی ہڈیاں چباتا ہے

پوچھا سُنا ہے یہ کتے بڑے وفادار ہوتے ہیں
جواب آیا بُل ڈاگ تو بڑے بیکار ہوتے ہیں

پوچھا ذرا بتائیں آپ کے کتے کہ کتنے بچے ہیں
جواب آیا وہ بھی اسی کی طرح اُلّو کے پٹھے ہیں

......☆......

میں نے کہا تو کتنی پیاری پڑوسن ہے
جواب آیا جانتی ہوں تو میرا دُشمن ہے

کہا تیرے جیسی کوئی ہمسائی نہیں ہے
وہ بولی تیرے جیسا کوئی ہرجائی نہیں ہے

میں نے کہا تجھ سے ملنے کی آرزو ہے
بولی میرے گھر ہر گھڑی تیری گفتگو ہے

میں نے کہا سر میں تیرے پیار کا جنون ہے
جواب آیا تجھے تنگ کر کے ملتا سکون ہے

میں نے کہا تو نے میرا جینا دشوار کیا ہے
بولی میں نے تیری شاعری کو سدا بہار کیا ہے

……☆……

میری پڑوسن نے مجھے دیوانہ بنا رکھا ہے
اپنا ہی نہیں میرا گھر بھی سر پر اُٹھا رکھا ہے

اُس کا بُل ڈاگ سارا دن مجھ پہ بھونکتا رہتا ہے
لگتا ہے اُس نے اسے میرے خلاف بھڑکا رکھا ہے

اُس کے گھر کا دروازہ میرے لیے بند رہتا ہے
میں نے اس کے لیے دل کا دروازہ کھلا رکھا ہے

اُس کے پیار کا سمندر مجھے کہیں لے نہ ڈوبے
میرے اندر جو اُس نے طوفان اُٹھا رکھا ہے

وہ میری زیست کا ہر اک راز جانتی ہے
بلیک میل کر کے مجھے غلام بنا رکھا ہے

اپنی پڑوسن کے سامنے تو زبان نہیں کُھلتی
محفلوں میں اپنے سخن کا شور مچا رکھا ہے

اصغر چھوڑ کسی ہمسائی سے محبت کرنی
ایسے کاموں میں رُسوائی کے سوا کیا رکھا ہے

......☆......

جو میری حسیں ہمسائی ہے جی
میرے دل کو وہ بڑی بھائی ہے جی

خوف کے مارے بات نہیں کرتا
ہر بات پہ وہ کرتی لڑائی ہے جی

دن بھر کسی نہ کسی سے لڑتے رہنا
یہی ادا میرے دل کو بھائی ہے جی

آپ کیوں کباب میں ہڈی بنتے ہیں
بڑی مشکل سے یہ محبت پائی ہے جی

آپ کسی پڑوسن سے محبت نہ کرنا
اس کام میں بڑی رُسوائی ہے جی



یہ حقیقت ہے کہ زندگی میں تنہائی بہت ہے
مجھے رُسوا کرنے کے لیے میری ہمسائی بہت ہے

سارا دن کوّے کی طرح کائیں کائیں کرتی رہتی ہے
یوں لگتا ہے کوّے کی ہڈی اس نے کھائی بہت ہے

میں ہر کسی سے اس کی تعریفیں کرتا رہتا ہوں
وہ سبھی پڑوسنوں سے کرتی میری بُرائی بہت ہے

اسے مجھ سے اب کوئی شکایت نہیں ہونی چاہیے
میں نے اس کی خاطر اپنی شاعری سُنائی بہت ہے

پِیٹھ پیچھے تو ہمسائیوں کی بُرائی کرتی رہتی ہے
کہتی پھرتی ہے بھراوا زمانے وچ بُرائی بہت ہے

............

جب سے کسی سے نین لڑے ہیں
تب سے میرے سر اِلزام بہت ہیں

عدالت نے ہمیں مُجرم ٹھہرایا ہے
مگر ہم اپنی بے گُناہی پہ اڑے ہیں

وہ کہہ گیا تھا یہاں سے ملنے کا نہیں
ہم آج تک اُسی جگہ کھڑے ہیں

ہم خود کو بڑا شاہ سوار سمجھتے تھے
مگرعشق کی پہلی منزل پہ گِر پڑے ہیں



اصغر جس ہمسائی کے ہاتھوں تنگ ہے
یہ بندہ اسی ظالم کے دَر کا ملنگ ہے

اس کے چہرے پہ تو چمک رہتی ہے
مگر اس کے دل کہ اندر بڑا زنگ ہے

میں بھی اچھی شاعری کر سکتا ہوں
یہ دیکھ کر میری ہر پڑوسن دھنگ ہے

اب ہمسائیاں میرے سخن کا عنوان ہیں
رومانوی شاعری میں ہاتھ ذرا تنگ ہے

سبھی پڑوسنوں سے معذرت چاہتا ہوں
یہ اصغر کی شاعری کا نیا رنگ ہے

......☆......

باتیں تو بڑی فلسفیانہ کرتا ہے
مگر ہر بات احمقانہ کرتا ہے

جو بھی اس کے پاس بیٹھتا ہے
پاگل کر کے گھر روانہ کرتا ہے

لڑنے کے سوا اُسے آتا کچھ نہیں
میرے ساتھ ایسا روزانہ کرتا ہے

اب کوئی کام ملنا تو ناممکن ہے
اسی لیے اصغر عاشقانہ کرتا ہے



جس دن سے پڑوسن کا پیار پایا ہے
اس دن سے زندگی کا بیمہ کرایا ہے

ہم نے تو اُسے زندگی بھر کا پیار دیا
اس کے بھائیوں نے مجھے ستایا ہے

لوگ ہمسائیوں سے کیوں پیار نہیں کرتے
یہ فلسفہ اب میری سمجھ میں آیا ہے

لگتا ہے جیب کی صفائی ہونے والی ہے
فون کر کے مجھے شاپنگ کے لیے بُلایا ہے

نا جانے کیسے خبر ہو گئی زمانے کو
ورنہ ہم نے تو یہ راز کسی کو نہ بتایا ہے



جب جینا بیکار لگتا ہے
پھر مرنا بھی دُشوار لگتا ہے

جس کے پاس کام کاج نہ ہو
اس بندے کو ہر دن اِتوار لگتا ہے

میرے چہرے کی رونق دیکھ کر
بولی یہ بابا جی کا مزار لگتا ہے

میرے دل کی رانی کو دیکھ کر
کہنے لگی یہ شہنشاہ کا دربار لگتا ہے

پڑوسن سے پوچھا دوستی کرو گی
بولی تو شکل سے یار مار لگتا ہے



سبھی کہتے ہیں بڑی شائستہ ہے زباں میری
مگر کوئی ہمسائی نہیں سُنتی داستاں میری

اکیلا ہے اپنے بند کمرے میں روتا رہتا ہوں
دیوار سے کان لگا کر وہ سُنتی ہے فغاں میری

کئی سالوں سے جو لڑتی رہتی تھی مجھ سے
کیا بتاؤں اب وہی پڑوسن بن گئی ہے جاں میری

اس کے بھائیوں سے چھٹکارا مِل جائے گا
آنے والی زندگی گُزر جائے گی آساں میری

اس نے اصغر کا جینا بڑا آساں کر دیا ہے
ورنہ زندگی گُزر رہی تھی بڑی گِراں میری

......☆......

کچھ ایسی ادا سے نتھو یار چلتا ہے
کار کی طرح بڑا تیز رفتار چلتا ہے

جس دن چار پیسے جیب میں ہوتے ہیں
اُس دن سینا تان کر سرِ بازار چلتا ہے

کھانا کھاتے کھاتے جب تھک جاتا ہے
اس کے بعد ہو کے بڑا لاچار چلتا ہے

جب جیب میں پھُوٹی کوڑی نہیں ہوتی
پھر دیکھو تو وہ صورتِ بیمار چلتا ہے

اس وقت اُسے تیز گام نہیں پہنچ سکتی
جب کسی آدمی سے لے اُدھار چلتا ہے

......☆......

ہمسائی کہتی ہے میں اس کا محبوب ہوں
ابھی تو اس کے بھائیوں کو مطلوب ہوں

جس کا بخت مجھے پہچاننے کو تیار نہیں
میں ایسے اک شخص سے منسُوب ہوں

جسے کوئی پڑوسن کبھی پڑھتی نہیں
میں ایسا ایک کھلا ہوا مکتوب ہوں

میرے دل پر اُس نے قبضہ جما رکھا ہے
اب وہ غالب ہے اور میں مغلوب ہوں

ایک بار کوئی دوستی کر کے تو دیکھے
پھر وہ کہتا پھرے گا آدمی خوب ہوں

......☆......

مجھ جیسے بھلے مانس کی رُسوائی نہ کر
میرے ساتھ ایسا ظلم میری ہمسائی نہ کر

ہر روز کوئی نہ کوئی نیا بہانہ بنا کر
ساری گلی کے سامنے یوں لڑائی نہ کر

میں تیرے جال میں پھنسنے والا نہیں
نئے نئے تعویز پلا کر مجھ پہ ٹرائی نہ کر

اتنی زیادہ میک اپ کر کے بچوں کو نہ ڈرا
سب کے سامنے ایسی جلوہ نمائی نہ کر

اصغر غریب کو اسی طرح ستاتی رہ
عاقبت کے لیے کوئی نیک کمائی نہ کر



ہر روز زخم اِک نیا دیتی ہے
نمک لگا کر درد بڑھا دیتی ہے

تھک جاتا ہوں جب روتے روتے
پھر جا کر کوئی دعا دیتی ہے

پڑوسنیں اور تو کچھ نہیں دیتیں
مجھے دیکھ کر بتیاں جلا دیتی ہیں

نہ جانے یہ ان کی دُشمنی ہے یا پیار
بچوں کو میرے پیچھے لگا دیتی ہیں

میں جب اُن سے کوئی فرمائش کروں
کوئی گھِسا پٹا فلمی گانا سُنا دیتی ہیں



ہم کچھ ایسے دیوانے ہیں
جو خود سے بیگانے ہیں

پُرانی پڑوسن کے قصے نا سُنا
اب تو وہ بڑے پُرانے ہیں

لوگوں کے لبوں پہ اب تو
نئی پڑوسن کے افسانے ہیں

میری ہمسائی کی نوازش ہے
جو ہم سے سب بیگانے ہیں

اب بچے بچے کے لبوں پر
ہماری محبت کے ترانے ہیں



جو صاحبہ پہلے تھی باہر والی
وہ خاتون بن گئی ہے گھر والی

رات کو گاما جب گھر لیٹ آئے تو
سواگت کرتی ہے دے کر گالی

اب سب لوگوں سے کہتا پھرتا ہوں
دوستو تم بیوی نہ کرنا نازوں والی

میں اب مفت میں سُنتا رہتا ہوں
اپنی پڑوسن کے گھر سے قوالی

مِسز گاما کی ایک بات ہے نرالی
ہر بات پہ اُسے کہتی ہے دے تالی



تیری جُدائی میں روتی رہتی ہیں آنکھیں
جھونپڑے کی طرح چوتی رہتی ہیں آنکھیں

میں رات بھر ٹی وی دیکھتا رہتا ہوں
مجھے جگا کر خود سوتی رہتی ہیں

ہر رات تیرے خط کا اِک تکیہ بنا کر
خوابوں کی فصل بوتی رہتی ہیں آنکھیں

جب اشکوں کا ساون تھم نہیں پاتا
اس میں میرا بستر دھوتی رہتی ہیں آنکھیں

خواب میں جب میرا دل چوری ہو جاتا ہے
پھر موتیوں کا ہار پروتی رہتیں ہیں آنکھیں



میں نے کہا آپ سے ملنے کو بے قرار ہے دل
جواب آیا آپ جیسے مُفلس سے ملنا ہے مُشکل

میں نے کہا آپ مجھے ایک بار تو آزمائیے
جواب آیا ہمیں اب اور سبز باغ نہ دکھایئے

میں نے کہا آپ سے صرف ایک ملاقات کرنی ہے
جوان آیا اب ہم نے نہ آپ سے بات کرنی ہے

میں نے کہا کئی سالوں سے آرزوِ وصال ہے
جواب آیا تجھ جیسے جھوٹے سے ملنا محال ہے

میں نے کہا میرے ساتھ محبت بھری گفتگو کیجیے
جواب آیا پہلے آپ اپنی زبان کا وضو کیجیے



میری پڑوسن بڑی نازک مزاج ہے بابا
پیار ہی اس کی بیماری کا علاج ہے بابا

اسے زمانے کی کوئی پرواہ نہیں ہے
وہ اپنے آپ میں اک سماج ہے بابا

کئی سالوں سے میرے دل کی رانی ہے
میری اُلفت کا اس کے سر تاج ہے بابا

دن بھر ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھی رہتی ہے
سبھی کہتے ہیں یہ دشمن اناج ہے بابا

ہمسائیوں کی غیبت کے سوا کرتی کچھ نہیں
آپا کی طرح وہ بھی دُشمن اناج ہے بابا



چنے کے جھاڑ پہ پہلے چڑھاتی ہیں بیویاں
جب روٹھیں تو ناکوں چنے چبواتی ہیں بیویاں

جنہیں شوہر کو اپنے بس میں کرنا ہوتا ہے
پھر تعویز گنڈے جھاڑ پھونک کراتی ہیں بیویاں

شوہر کی ساری پونجی بھائیوں کے نام کر کے
اس طرح سے اپنے خاوند کو اُلّو بناتی ہیں بیویاں

ساس کو دال کھلانا بھی انہیں پہاڑ لگتا ہے
مگر خود ہوٹلوں میں عیش اُڑاتی ہیں بیویاں

اپنے مجازی خدا کی کچھ ایسی خدمت کرتی ہیں
کبھی خیالی پلاؤ کبھی ڈانٹیں کھلاتی ہیں بیویاں

......☆......

جب کرتا ہوں باتیں بڑی دُکھیاری کرتا ہوں
میں پڑوسن کے حسن پہ شاعری کرتا ہوں

پردوں کی اوٹ سے میرا دیدار کرتی ہے
میں جب کبھی باہر جانے کی تیاری کرتا ہوں

میرے چہرے پہ اس کا پیار جھلکتا ہے
اسے چھپانے میں بڑی ہوشیاری کرتا ہوں

میں کبھی اس بات کا اقرار کرتا تو نہیں کرتا
مگر دل ہی دل میں محبت کا دم بھرتا ہوں

ہفتے کے سات دن اور دن کے چوبیس گھنٹے
ایک پَل نہ اس کی آنکھوں سے ہٹتا ہوں

......☆......

کھڑا ہوتا ہوں ہر جلسے کی پہلی قطار میں
پھر بھی میری تصویر نہیں لگتی اخبار میں

ہر کوئی جان لے کے ابھی تو میں جوان ہوں
اب کسی میگزین میں دوں گا اِشتہار میں

ایک بار کوئی دوستی کا پیغام تو بھیجے
اس کے لیے کئی سالوں سے ہوں تیار میں

کوئی پڑوسن اِن پہ غور ہی نہیں کرتی
میرے خیال میں باتیں کرتا ہوں مزیدار میں

اگر اسی طرح پڑوسنوں پہ شاعری کرتا رہا
دیکھنا ایک دن بن جاؤں گا اچھا شاعر میں



لگتا ہے ہمسائی مجھ پہ مرتی ہے
شاید اسی لیے مجھے تنگ کرتی ہے

وہ جب تک میرا دیدار نہ کر لے
جل بن مچھلی کی طرح تڑپتی ہے

ہم تو اُسے پیار کرتے رہیں گے
کیا ہوا جو وہ تھوڑی سی کپّتی ہے

اُسے دیکھتے ہوش کھو جاتے ہیں
ایسی اُس کی آنکھوں کی مستی ہے

کوئی پڑوسن سے جا کہ اتنا کہہ دے
دل میں اس کے نام کی شمع جلتی ہے



ظاہر میں ہمارے درمیان بیزاری ہے
حقیقت میں ہم دونوں کی یاری ہے

رات بھر اُس کا بُل ڈاگ بھونکتا رہا
ساری رات ہم نے جاگ کر گزاری ہے

اس کے پیار میں بڑے پاپڑ بیلے ہیں
اسے پانے کی جدوجہد جاری ہے

ویسے اس میں کوئی خاص بات نہیں
مگر اس ظالم نے میری مت ماری ہے

آخری بار آج پڑوسن سے پوچھنا ہے
دوستی کرنے میں کیا رائے تمہاری ہے

......☆......

پڑوسن جب مجھے سلام کرتی ہے
ایک میرا ہی شعر میرے نام کرتی ہے

اس سے کوئی جھگڑا کر کے تو دیکھے
دس بارہ گالیوں میں قصہ تمام کرتی ہے

سارا دن میرے خیالوں میں گھومتی رہتی ہے
جب تھک جاتی ہے پھر آرام کرتی ہے

فون پہ لوگوں کا سر کھاتی رہتی ہے
اِسی طرح وہ صبح سے شام کرتی ہے

جب بھی میرے خوابوں میں آتی ہے
پیش اپنی آنکھوں کا جام کرتی ہے



پڑوسن کو دیکھ دیکھ کر جیئے جا رہا ہوں
اس کی نظر اپنا سب کچھ کیے جا رہا ہوں

پڑوسن کی آنکھیں بڑی پیاری لگتی ہیں
اس کی آنکھوں کے جام پیئے جا رہا ہوں

تنہائی اس کے بُل ڈاگ کی طرح کاٹ کھاتی
پڑوسن سے دل لگی کر کے جیئے جا رہا ہوں

اس نے اصغر کی شاعری کو نیا انداز بخشا
آج اپنی پڑوسن کو دعائیں دیئے جا رہا ہوں



پُرانی پڑوسن میری زندگی سے نکل گئی ہے
اچھا ہوا ایک اور مصیبت سر سے ٹل گئی ہے

اس کے بنا دس سال پلک جھپکتے گُزر گئے
مجھے یوں لگتا ہے جیسے وہ کل گئی ہے

میرے دل میں جو سپنوں کا محل بنانا چاہا تھا
پیار کی عمارت کو چھوڑ کے نامکمل گئی ہے

اس سے میری بڑی اُمیدیں وابستہ تھیں
ارمانوں کو پھولوں کی طرح مسل گئی ہے

میری سبھی ہمسائیوں کا احسان ہے مجھ پر
جو گینز بُک آف ریکارڈ میں جگہ مل گئی ہے



اب کچھ اس طرح ہماری عید ہوتی ہے
عید کے مُبارک دن اپنی ہی دید ہوتی ہے

عید کے دن کوئی دروازہ ہی نہیں کھولتا
اس دن ہمیں بھوک بھی شدید ہوتی ہے

وہ اپنے گھر سے شام تک باہر نہیں آتی
جب پڑوسن کے دیدار کی اُمید ہوتی ہے

میرے زخموں پہ وہ مرہم نہیں لگاتی کبھی
میرے دل کی حالت اس سے کب بعید ہوتی ہے

اشعار میں جب ہمسائی کی تعریف کرتا ہوں
کہتی ہے اصغر تیری شاعری کتنی جدید ہوتی ہے



یہ زمیں اپنی یہ آسماں اپنا
یہ دُنیا اپنی اور یہ جہاں اپنا

ہمسائی سے بے پناہ محبت ہے
آخری دم تک رہے گا بیاں اپنا

پڑوسن گر چاہے تو بھُلا دے
ہم نہ بھولیں گے عہد و پیماں اپنا

بُل ڈاگ مجھے کیا ڈھونڈے گا
ہمیں خود ملتا نہیں نشاں اپنا

جہاں کُتے بِلیّوں کا بسیرا نہ ہو
ایسی جگہ بنائیں گے آشیاں اپنا

......☆......

وہ میری سوہنی ہے میں اس کا ماہینوال ہوں
جس کا کوئی حل نہیں ایسا اک سوال ہوں

یہ بات تو ساری دُنیا جانتی ہے کہ کنگال ہوں
مگر میں پڑوسن کے پیار سے مالا مال ہوں

میری زیست میں ہر طرح کے ادوار آئے لیکن
کسی بات سے نہیں گھبرایا آدمی با کمال ہوں

پڑوسن کے دل میں تھوڑی جگہ بنانے کی خاطر
میں پیر بابا کے تعویز گنڈھے کرتا استعمال ہوں

میری ہمسائی جتنی اپنے شوہر سے بڑی ہے
میں اپنی پڑوسن سے بڑا اتنے ہی سال ہوں

......☆......

تجھ سے پیار کرنے کی تنخواہ کیا ہے
مجھے ستانے سے تیرا مدعا کیا ہے

تو پہلے کی طرح اب بات نہیں کرتی
مجھے اتنا تو بتا تجھے ہوا کیا ہے

گر ہم سے کوئی گستاخی ہوئی ہو
تیری نظر میں اس کی سزا کیا ہے

ہمیں قتل کرنا ہے تو نظر کا تیر چلا
ہمارے سامنے تیرا یہ کتا کیا ہے

بات کرنی ہے تو تیر و تلوار سے کر
ہمارے لیے یہ چھوٹا سا اُسترا کیا ہے

......☆......

میں اپنی پڑوسن کی تشہیر سرِعام کر رہا ہوں
اس کا دل جیتنے کی کوشش ناکام کر رہا ہوں

اپنے اشعار میں جب اس کی تعریف کرتا ہوں
پھر کہتی ہے کہ میں بڑا نیک کام کر رہا ہوں

اس کے سامنے مگر مچھ کے آنسو بہا کر
اس کے بھائیوں کی سازش ناکام کر رہا ہوں

میری سپنوں کی رانی اسے ٹھکرا نہ دے
اسے پیش اپنی چاہت کا جام کر رہا ہوں

شاید اُسے میری شاعری پسند آجائے
اس کی نظر اپنا تازہ کلام کر رہا ہوں

......☆......

جیسے دُشمن میری تشہیر کرتے ہیں
یہ کام تو شہنشاہ کے لیے وزیر کرتے ہیں

پڑوسن کی تعریف میں جو اشعار لکھتا ہوں
یہ لوگ ان سب کی اُلٹی تفسیر کرتے ہیں

میری شاعری کے بارے ہمسائی سے پوچھو
کہ اس کی خاطر کیسی غزلیں تحریر کرتے ہیں

میرے ساتھ جو بھی ہمسائی شرارت کرتی ہے
دوسرے دن ہم اسے سسّی ،سوہنی یا ہیر کہتے ہیں

دیکھنے میں کسی کا کیسا ہی چہرہ کیوں نہ ہو
اپنے سخن سے اصغر اُسے بے نظیر کرتے ہیں



اپنی پڑوسن کے سوا دُنیا میں رکھا کیا ہے
اُسے پکارنے کے سوا میری اور صدا کیا ہے

اُٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے ہمسائی کی تعریفیں
اس کے سوا ہماری زندگی کا اور مُدعا کیا ہے

محفلوں مین جس کی تعریفوں کے پُل باندھتے رہے
آپ سوچتے ہوں گے کہ اس کے بدلے مجھے ملا کیا ہے

اپنی پڑوسن کو چلمن کے پیچھے چھپی دیکھ کر کہا
چھپ چھپ کے دیکھنے والی بتا تیری رضا کیا ہے

............

ہماری زیست بڑی سہانی ہے بابا
یہ سب پڑوسن کی مہربانی ہے بابا

میرے اشعار میں وہی ترمیم کرتی ہے
اب صرف وہی میری اُستانی ہے بابا

اب اسے مجھ سے کوئی شکایت نہیں
میں دیوانہ وہ میری دیوانی ہے بابا

اس کے حسن کی میں کیا مثال دوں
اس کی بری ظالم جوانی ہے بابا

اس کے پیار میں پاگل نہ ہوں جاؤں
اصغر کو اس بات کی پریشانی ہے بابا



کہا تیری تصویر سینے سے لگا کے رکھتے ہیں
بولی ہم تیری تصویر چھپا کر رکھتے ہیں

میں نے کہا سُنا ہے لوگ ساتھ نبھاتے نہیں
بولی اسی لیے ہم کوئی دوست بناتے نہیں

میں نے کہا ہمیں قریب پاؤ گے صدا تو دو
جواب آیا تم کب ملنے آؤ گے بتا تو دو

کہا میرے بارے لوگ بہت کچھ کہتے ہیں
جواب آیا ہم بھی سب کچھ سُنتے رہتے ہیں

کہا ہم سے کوئی آنکھیں چار نہیں کرتا
بولی اچھے لوگوں سے کوئی پیار نہیں کرتا

......☆......

میں نے کہا سو نہیں سکتے نیند بھیج دو
جواب آیا تم وصل کی کوئی اُمید بھیج دو

میں نے کہا میرے لبوں پہ صرف تیرا نام ہے
جواب آیا مبالغہ آرائی میں تو بڑا بدنام ہے

میں نے کہا آپ میرے دل کے بہت قریب ہیں
بولی مجھے بھول جایئے آپ آدمی غریب ہیں

میں نے کہا اس فقیر کو اپنوں میں شمار کیجیے
بولی معاف کرو بابا ہمیں نہ گناہ گار کیجیے

میں نے کہا پیار کو کبھی ٹھکرانہ نہیں چاہیے
جواب آیا ہمیں نہیں تمہارا یارانہ چاہیے



مجھے اور پڑوسن کو پیسے کی تنگی رہتی ہے
دُکھ سُکھ میں اب وہ میری سنگی رہتی ہے

بیچاری کہ سر پہ اب بال نہیں رہے تو کیا
حسبِ معمول اس کے ہاتھ میں کنگھی رہتی ہے

اس کی دیوار پہ کل کسی نے کچھ اس طرح لکھا
برائے مہربانی پتھر نہ پھینکیں یہاں گنجی رہتی ہے

آئینہ کمبخت بھی میرے یار کا مذاق اُڑاتا ہے
مگر وہ پھر بھی بے فکر بنتی سنورتی رہتی ہے



میں نے کہا کاش ایک بار آپ سے میل ہو جائے
جواب آیا اصغر پھر کیوں نہ ہیڈ یا ٹیل ہو جائے

میں نے کہا کہتے ہیں محبت میں بڑا مزہ ہے
جواب آیا ہم سے دُور رہنے میں ہی تمہارا بھلا ہے

میں نے کہا میرا دل برسوں سے آپ کا دیوانہ ہے
جواب آیا مگر ہمارا دل تو تم سے انجانا ہے

کہا تیری تصویر دیکھ کر مُسکراتے رہتے ہیں
بولی تیری تصویر سے بچوں کو ڈراتے رہتے ہیں

کہا ہم آپ کے دل میں اپنی رہائش چاہتے ہیں
بولی تیرے لیے کوئی جگہ نہیں ہم کہتے ہیں

کہا تیری جُدائی میں مر نہ جاؤں گلے لگا لو
جواب آیا خُدا کے لیے اتنا بڑا جھوٹ نہ بولو

......☆......

اپنی آدھی عمر گزری ہے جیتے مرتے
باقی گزرے گی پڑوسن پہ شاعری کرتے

وہ زخم تو بہت تحفے میں دے دیتے ہیں
اک زمانہ لگتا ہے انہیں بھرتے بھرتے

مذاق ہی مذاق میں اُنہیں دل دے بیٹھے
اب وہی ہماری حالت پہ رہتے ہیں ہنستے

آج پڑوسن کے آگے ہم دل ہار بیٹھے
ورنہ عمر گزری ہے دوستوں کو اُلّو بناتے



سامنے والی ہمسائی سے دل لگا بیٹھا ہوں
اس کے گھر کی ساری بتیاں جلا بیٹھا ہوں

میں اس کی بتی کی روشنی یہاں دیکھتا ہوں
پیسے بچانے کی خاطر اپنی بتیاں بجھا بیٹھا ہوں

لگتا ہے اس پڑوسن کا عشق میری جان لے لے گا
جو اس کے ہاتھوں میٹھا زہر کھا بیٹھا ہوں

میرے روگ کا کسی چارہ گر کے پاس علاج نہیں
شہر کے ہر حکیم کو اپنی نبض دکھا بیٹھا ہوں

اب رفتہ رفتہ اصغر کو سمجھ آتی جا رہی ہے
خود کو کتنی بڑی مصیبت میں پھنسا بیٹھا ہوں



ہم اک پڑوسن کے دیوانے ہیں جی
اپنی ہستی سے ہم بیگانے ہیں جی

عشق کے اِسرار و رموز نہیں سیکھے
ورنہ ہم عاشق تو بڑے پُرانے ہیں جی

جو سجن ہماری پہنچ سے بہت دُور ہیں
ہمارے دل میں ان کے ٹھکانے ہیں جی

سپنوں میں وہ حجاب لگا کر آتے ہیں
جو چہرے ہمارے جانے پہچانے ہیں

جس کے نام اپنی ساری شاعری کر دی
ابھی تک وہ اصغر کے نام سے بیگانے ہیں



پڑوسن سے پھول مانگوں تو خار دیتی ہے
جو بھی دیتی ہے مجھے اُدھار دیتی ہے

میں جب اس سے بے رُخی کرنے لگوں
پھر وہ ہر روز مجھے اپنا دیدار دیتی ہے

جب کبھی ہم دونوں میں ان بن ہو جاتی ہے
اپنے بُل ڈاگ کو میرے خلاف کر تیار دیتی ہے

چائے کے لیے جب تھوڑا دُودھ مانگوں
اتنی کنجوس ہے کہ وہ بھی اُدھار دیتی ہے

اس کے گھر کبھی مکھیاں مچھر نہیں آتے
وہ اپنی فلمی بھڑک سے اُنہیں مار دیتی ہے

......☆......

محبت میں اپنے ہی چھوٹے کرم نکلے
جنہیں پیار کیا وہ پتھر کے صنم نکلے

اسے جو کوئی بھی ایک بار دیکھ لے
دیکھنے والے کا اِسی گھڑی دم نکلے

دن رات نفس سے جنگ کرتے رہے
شیاطین بہت نکلے پھر بھی کم نکلے

میری آخری خواہش بھی پوری ہو جائے
جو تیری بانہوں میں میرا دم نکلے



ایسا کام میری پیاری ہمسائی نہ کر
پیٹھ پیچھے کسی کی بُرائی نہ کر

اوروں کی بُرائیاں کرنا چھوڑ دے
اپنا حال سُنا بات کوئی پرائی نہ کر

ہر روز نئے نئے کھانے کھلا کر
اس طرح مجھے اپنا سودائی نہ کر

کیوں نہ ہم دونوں دوست بن جائیں
میرے ساتھ مزید زور آزمائی نہ کر



اب اُونچی اس کی اُڑان ہو گئی ہے
لگتا ہے ہمسائی جوان ہو گئی ہے

کھاتے ہوئے پیچھے دیکھتی نہیں
کھا کھا کر اب پہلوان ہو گئی ہے

ہر کسی سے شرارتیں کرتی رہتی ہے
سبھی کہتے ہیں وہ شیطان ہوگئی ہے

چائے کے لیے دُودھ مفت دیتی ہے
اب مجھ پہ وہ مہربان ہو گئی ہے



ہم سے پڑوسن کی بیزاری نہیں جاتی
اس کے بنا اک گھڑی گزاری نہیں جاتی

کبھی اُڑتے پرندوں کا شکار کرتے تھے
آج چڑیا بھی ہم سے ماری نہیں جاتی

ہر وقت میرے ذہن پہ چھائی رہتی ہے
سر سے اس کے پیار کی خماری نہیں جاتی

وہ کہیں ایک ٹک کے بیٹھتی نہیں
ایسے میں اس کی تصویر اُتاری نہیں جاتی

پہلے پہل تو ہم ایسے ہر گز نہ تھے اصغر
اب اُسے پیار کرنے کی بیماری نہیں جاتی



تیری چاہت میں شاعری بنائی بہت ہے
اس کے بعد محفلوں میں سُنائی بہت ہے

پڑوسن کو ہم اپنی جان سمجھتے رہے
لیکن اب جانا کے وہ پرائی بہت ہے

دورِ حاضر میں نیکی کا اب کوئی نام نہیں لیتا
آج کل جہاں دیکھو وہیں پہ بُرائی بہت ہے

دُنیا والو میں تم سے اور کچھ نہیں مانگتا
زندگی کو جہنم بنانے کے لیے ہمسائی بہت ہے



اے پڑوسن تو چاہے نہ مجھ سے پیار کر
میرے ساتھ محبت سے تھوڑی تقرار کر

مجھے چین سے اپنے دل میں رہنے دے
جاؤں گا رانجھے کی طرح بارہ سال گُزار کر

سب ہمسائیوں کی بخیلی کرنے سے پہلے
کسی بڑے سے جھاڑو سے صاف کردار کر

جو بد نصیب تجھ سے پیار کرے گا
تمام عمر روتا رہے گا دھاڑیں مار مار کر



کبھی کبھی دال روٹی کھلاتی ہے ہمسائی
اپنی مست آنکھوں سے پلاتی ہے ہمسائی

اس کی سات شادیاں ناکام ہو چکی ہیں
اسی لیے مجھ سے شرماتی ہے ہمسائی

اس کا چہرہ خربوزے کی کھل اُٹھتا ہے
جب اپنی ناگن جیسی زُلفیں بکھراتی ہے ہمسائی

اپنے بُل ڈاگ کو باغ میں لے جانے کے بہانے
کبھی کبھی مجھ سے ملنے آجاتی ہے ہمسائی

اور کوئی اس کے حسن سے گھائل ہو یا نہ ہو
مگر میرے دل پہ بجلیاں گراتی ہے ہمسائی

......☆......

جب مجھے اپنا چہرہ دکھاتی ہے پڑوسن
کر دیتی ہے میری قسمت کے ستارے روشن

سارا دن میرے سب کام بگڑتے رہتے ہیں
صبح سویرے جب اس کے ہو جاتے ہیں درشن

زخم تو پل بھر میں ہزاروں دے دیتی ہے
انہیں لگانے کے لیے دیتی نہیں کوئی لوشن

اپنے حسن کی تعریفیں کرتے نہیں تھکتی
جب اپنے سنگھار میز پر دیکھتی ہے درپن

میں اُسے اس بات کی دل سے داد دیتا ہوں
لوگوں کے دلوں سے کھیلنے کا اُسے آتا ہے فن



ہمیں کسی ہمسائی سے محبت نہیں ملی
بڑی دیر لاٹری کھیلی مگر دولت نہیں ملی

جو کوئی ہماری مفلسی ہم سے دور کر دیتی
شادی کے لیے کوئی مال دار عورت نہیں ملی

ہم دونوں اِک دوجے کو خط کیسے لکھیں
اسے قلم نہیں ملی مجھے دوات نہیں ملی

اپنے اور سبھی ارماں تو پورے ہو گئے
اپنی پڑوسن سے پیار کی خیرات نہیں ملی

اصغر کو سبھی سخت طبیعت دوست ملے
کسی ایک سے بھی ہمیں سہولت نہیں ملی



بڑی محنت سے پڑوسن کی چاہت کو پایا ہے
پہلی سبھی ہمسائیوں نے اُنگلیوں پہ نچایا ہے

پہلے سبھی پڑوسنیں مجھے اپنا سمجھتی رہیں
اب کہتی ہیں تیرے سر تیری ہمسائی کا سایہ ہے

فوج میں دشمن آسانی سے پہچان لیتے تھے
یہاں کوئی پتہ نہیں چلتا کون اپنا کون پرایا ہے

اصغر کسی ہمسائی سے کبھی وفا نہیں کرتا
لگتا ہے اس افواہ کو میری پڑوسن نے پھیلایا ہے

ہمسائی اتنی ہوشیار ہو گی میں جاونتا نہ تھا
اس کی انہی اداؤں پہ اصغر کو پیار آیا ہے



پڑوسن سے ملنے کا وعدہ ہے
مگر پہننے کو کوئی نہ لبادہ ہے

میں خوف کے مارے کانپ رہا ہوں
لگتا ہے اس کا خطرناک ارادہ ہے

ہم بنا سوچے دوستی کر لیتے ہیں
یہ نہیں سوچتے کے کتنا فائدہ ہے

میرا دل پڑوسنوں کے لیے کھلا ہے
کچھ چلی آئیں میرا دل بڑا کشادہ ہے



میں اکیلا چلا تھا پِیروں سے جنگ کرنے
ان کے غنڈے آتے رہے مجھے تنگ کرنے

ان پِیروں کی کون سی کرامت کا ذکر کریں
جاہلوں کے گھر جاتے ہیں ان کا مال بھنگ کرنے

موٹا سا نذرانہ لے کر لاٹری کے نمبر دیتے ہیں
جو احمق آتے ہیں امیر بننے کی اُمنگ کرنے

نام نہاد مُریدوں کو بھنگ کے جام پلا پلا کر
ایسا کر کے لگے ہیں اُنہیں ملنگ کرنے

مُریدنی نے نو ماہ گوشت کو حرام کر لیا
جو بچہ پیدا ہوا لگا رہتا ہے مجھے تنگ کرنے



پڑوسن شیرنی ہے میں اس کا شیر ہوں
وہ آزما کے تو دیکھے میں کتنا دلیر ہوں

بات کرتا ہوں سچی پچی کھری کھری
میں کبھی نہ کسی سے کرتا ہیر پھیر ہوں

سبھی دوست مجھے بڑا نڈر سمجھتے ہیں
مگر ہمسائی کے سامنے میں زیر ہوں

میں اور لوگوں سے بہت کم ملتا ہوں
پڑوسن حکم کرے تو نہ کرتا دیر ہوں

ہمسائی سے کہا کہ تو مجھے نہیں جانتی
بولی تو گر سیر ہے تو میں سوا سیر ہوں



آج کل میں باتیں بڑی پیاری کرتا ہوں
پڑوسن کی آنکھوں پہ شاعری کرتا ہوں

اس کی آنکھیں میرے تصور میں ہوتی ہیں
جب ان میں ڈوب کر لکھنے کی تیاری کرتا ہوں

وہ میرا دل ایک بار مانگے تو سہی
پڑوسن کے آگے کبھی نہ انکاری کرتا ہوں

چھوٹے موٹے خطروں سے کھیلتا رہتا ہوں
جہاں خطرہ ہو میں وہیں یاری کرتا ہوں



ایک پڑوسن جگاتی ہے پیار سے بلا کر
دوسری جگاتی ہے مجھے گانا گا کر

یہ دونوں میری کوئی بات نہیں سُنتیں
تھک گیا ہوں دونوں کو میں سمجھا کر

یہ دونوں مجھے ڈھونڈتی رہیں گی
میں لوٹ کر نہیں آؤں گا کہیں دُور جا کر

گھر والوں سے کبھی چوری چوری
دے جاتی ہے مجھے رس ملائی بنا کر

ایسا لگتا ہے وہ مجھے مار ڈالے گی
یہ میٹھی میٹھی چیزیں کھلا کھلا کر



ہم اک چھوٹا سا بسائیں گے جہان اپنا
پڑوسن کے دل میں بنائیں گے مکان اپنا

کچھ دن مہمان کی طرح رہیں گے ہم
پھر وہیں لے جائیں گے سارا سامان اپنا

معمولی باتوں کو ہم اہمیت نہیں دیتے
پڑوسن کے پیار میں ہوگیا نقصان اپنا

جس دن سے اسے خیرباد کہا ہم نے
اُس دن سے رہنے لگا دل پریشان اپنا

ہم نے تو پھول مانگے تھے اُس سے
ساتھ میں اس نے بھیج دیا گُلدان اپنا



شاعری کرتا ہے تو کمال کرتا ہے
قلم سے اشعار کو حلال کرتا ہے

سخن سے کسی کی دل آزاری نہ ہو
ایسی باتوں کا بڑا خیال کرتا ہے

اپنے ہر شعر کی میک اپ کر کے
ساتھ اپنا بھی چہرہ لال کرتا ہے

اشعار اسے بددعائیں دیتے ہوں گے
جب ان بیچاروں کا بُرا حال کرتا ہے



ہمسائی کے عشق میں گرفتار ہوں
اس کے سوا اور کسی کا نہ یار ہوں

جب کبھی آنکھیں ٹھنڈی کرنی ہوں
پھر اپنی پڑوسن کا کرتا دیدار ہوں

وہ مجھے پیار سے بُدھو کہتی ہے
لوگ سمجھتے ہیں کے ہوشیار ہوں

دوستوں کے لیے میٹھا انار ہوں
دشمنوں کے لیے میں بخار ہوں



پڑوسن سے دوستی ہے غیر اِرادی
اس یاری نے کر دی ہے میری بربادی

یہ دوستی سدا دوستی ہی رہے گی
بحال رہے گی ہم دونوں کی آزادی

ہر روز پستہ بادام کھاتی رہتی ہے
گر یہ نہ کھائے تو ہو جاتی ہے بادی

قسمت کی یہ کیسی ستم ظریفی ہے
جسے پیار کرو اس کی ہو جاتی ہے شادی



تو جو میرے دل سے چلی جائے گی
تجھے بار بار یاد اپنی یہ گلی آئے گی

مجھ سے دور جانا تو بڑا آسان ہو گا
کیا مجھ جیسے پڑوسی بنا جی پائے گی

میرا ہجر جب جب تجھے تڑپائے گا
کوئی نہ سنے گا حال جسے سُنائے گی

بُرے وقت کی طرح میں پاس آؤں گا
جب تو اپنے یار اصغر کو بُلائے گی



بیٹھے رہے اپنی ہمسائی کے سہارے
اسی لیے آج پھرتے ہیں مارے مارے

اور دوستوں کو ساتھی ملتے گئے
لیکن ہمیں ملے اپنی ہمسائی کے لارے

پڑوسن بات کو آگے تو بڑھاتی نہیں
کرتی رہتی ہے اپنے کمرے سے اِشارے

مجھ پہ جب ہمسائیوں کے پتھر برستے ہیں
مجھے دن میں نظر آنے لگتے ہیں تارے

اب رشتہ آنے کی تو کوئی صورت نہیں
خوش ہو جاتے ہیں جب پڑوسن آنکھ مارے



اُسے چھپ چھپ کے دیکھنے کی عادت ہے
اس کی اسی ادا سے مجھے محبت ہے

چیل کوؤں سے کہہ دو وہ بام پہ نہ بیٹھیں
ہمارے پیار کی ایسی کچی عمارت ہے

اس کے بھائیوں سے کل مار پڑی تو جانا
کسی پڑوسن سے محبت کرنا حماقت ہے

کل ایک ہمسائی نے پوچھا کیا حال ہے اصغر
کہا اب کسی سے محبت کرنے کی نہ ہمت ہے



O

ان کے گھر اس بہانے آئے
اپنی نظم کی اصلاح کرانے آئے

بات پہنچی جو میرے رقیبوں تک
پوچھنے لگے کہاں سے یہ دیوانے آئے

سنا ہے انہیں کسی ساتھی کی تلاش ہے
اسی لئے ہم راہ و رسم بڑھانے آئے

اب کی بار جو چائے پانی کا نہ پوچھا
پھر مجھے یاد وہ پرانے زمانے آئے

زندگی میں بار بار دھوکے کھانے کے بعد
اب اصغر کے ہوش ٹھکانے آئے

......☆......



میک اپ کی نہیں حاجت وہ ایسے ہی حسین بہت ہیں
زخم ہرے ہو جاتے ہیں پڑوسن کی باتیں نمکین بہت ہیں

ہمارے غریب خانے پہ پورا ہفتہ دہی کی کڑی پکتی ہی
امیر لوگوں کی طرح ہم بھی کھانے کے شوقین بہت ہیں

آپ کی نظروں میں میری شاعری کی قدر نہیں ہے تو کیا
میرے سخن کے لئے ریڈیو ٹی وی کے سامعین بہت ہیں



پڑوسن کی ساس کی جو بہن ہے
اسے دیکھ کر دل کو ملتا چین ہے

تمام عمر اسی کا عاشق رہوں گا
اب اور کسی سے کوئی نہ لین دین ہے

اس کے پریوں جیسے حسن کے سامنے
پڑوسن کی ساس لگتی بڈھی ڈائن ہے





انٹرنیٹ پہ بڑی گہری نظر رکھتا ہوں
میں ہر پڑوسن کی بھی خبر رکھتا ہوں

ہمسائیاں مجھے پیار سے چھیڑتی ہیں
لگتا ہے شاعری میں اثر رکھتا ہوں

وہ مجھے چاہے پہ بلاتی رہتی ہیں
قدم نہ ان کے گھر کے اندر رکھتا ہوں



پڑوسن کو دیکھ کر آہیں بھرتا رہتا ہوں
عادت سے مجبور ہو کر ایسا کرتا رہتا ہوں

کسی کو میری اس عادت کا پتہ نہ چلے
ایسی باتوں سے میں ڈرا ڈرا رہتا ہوں

کئی بار تو میں مرتے مرتے بچتا ہوں
پیار کی سیڑھیوں پر چڑھتا رہتا ہوں





ہم جس بزم میں جائیں رنگ جما دیتے ہیں
انگلی پکڑنے والے کو ہم بازو تھما دیتے ہیں

اپنی باتوں سے لوگوں کے دیوانہ بنا دیتے ہیں
سبھی غم کے ماروں کو ہنستا دیتے ہیں

ہماری باتیں اتنی پیار بھری ہوتی ہیں
جو دشمن ہیں انہیں دوست بنا دیتے ہیں



ہم دونوں کی محبت کے فسانے بنیں گے
انڈین فلموں کے رومانی گانے بنیں گے

فلم انڈسٹری پہ ہمسائی چھا جائے گی
سبھی لوگ ہمارے دیوانے بنیں گے

پڑوسن سے بے وفائی نہ کروں گا
ہم دونوں کے بڑے عاشقانے بنیں گے





خود کو محبت میں پھنسا کے دیکھتے ہیں
ہم بھی کسی سے دل لگا کے دیکھتے ہیں

سنا ہے اس کا سیکیورٹی سسٹم بڑا جدید ہے
آج پھر اس کی مرغی چرا کہ دیکھتے ہیں

آج کسی بد ذوق کی محفل میں جا کر اصغر
بھینس کے آگے بین بجا کے دیکھتے ہیں



جس دن سے ہمارے حالات بدلے ہیں
ہمسائی کے میرے بارے خیالات بدلے ہیں

اس کے پیار کے جو ہم نے پرچہ دیا تھا
ساس نے اس کہ جوابات بدلے ہیں

اب ساس ہم پہ شک کرنے لگی ہے
ہم نے بھی اپنے اشارات بدلے ہیں



O

عید کا کتنا پیارا مجھے نذرانہ ملا ہے
عیدی کے بدلے ہمیں فطرانہ ملا ہے

دشمنوں کو زور سے چھیاں پائیں گے
ان کی پسلیاں توڑنے کا اچھا بہانہ ملا ہے

......☆......

تنگ ہے لبادہ جس کا
دل ہے کشادہ جس کا

اس سے بچنا مشکل ہے
خوف ناک ہے ارادہ جس کا

مجھے اس کی تلاش ہے
نہیں قانون قاعدہ جس کا

......☆......